Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

رسالہ ریویو آف ریلیجنز

قاضی محمد ظہور الدین - اکمل

نمبر ۳ | رجب المرجب سنہ ۱۳۴۰ھ ❖ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء | جلد ۲۱

فہرست مضامین

عرض حال	۴۱ — ۴۶	ایڈیٹر
آجکل کا تصوف	۴۷ — ۵۰	"
قرآن مجید کا ذکر بائبل میں کیا عذاب جہنم دائمی ہے	۵۱ — ۵۴	"
شذرات - نعت النبی	۵۴ — ۵۶	"
ذات باری تعالےٰ	۵۷ — ۷۷	خلاصہ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ
حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیّین	۷۸ — ۸۳	خواجہ جلال الدین صاحب شمس (مولوی فاضل)
نزول ابن مریم کے ساتھ من السماء کا لفظ	۸۳ — ۸۵	مرزا کبیر الدین احمد لکھنوی
ہدیہ کبیر	۸۶ — ۸۷	
ویدک معتقدات پر ہمارے خیالات	۸۸ — ۸۹	منشی فضل حسین صاحب احمدی مہاجر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر نظارت تالیف و اشاعت کیلئے شائع ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاع ضروری

حسب منشاء حضرت خلیفۃ المسیح و فیصلہ صدر انجمن احمدیہ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء سے رسالہ ریویو آف ریلیجنز زیر نگرانی نظارت تالیف و اشاعت شائع ہوا کریگا۔ اور تشحیذ الاذہان کی علیحدہ اشاعت ملتوی کر دیگئی ہے۔

۲۔ ایڈیٹر و منیجر اس رسالہ کے قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ہیں۔

۳۔ خریداران تشحیذ کے نام بھی آیندہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ہی جایا کریگا۔ بجز ان کے جو پہلے ہی سے ریویو کے خریدار ہیں۔

۴۔ اپنی طرف سے بہت احتیاط کی گئی ہے پھر بھی اگر کسی خریدار کے پاس دو رسالے پہنچیں تو وہ ضرور اطلاع دیں اور اپنا پورا پتہ لکھیں۔

۵۔ تمام خریداران ریویو کے نام پچھلے سالوں کا بقایا اور سنہ ۱۹۲۲ء کا پیشگی چندہ وصول کرنیکے لئے ماہ اپریل کا رسالہ وی پی ہوگا۔ بقایاداروں کو الگ خطوط بھی بھیجے جائیں گے۔ جو صاحب وی پی لینے کیلئے تیار نہ ہوں وہ پہلے اطلاع دیں۔ اور ساتھ ہی وعدہ کریں کہ فلاں ماہ کو بذریعہ منی آرڈر قیمت پہنچا دی جائیگی۔

۶۔ خریداران تشحیذ جو سنہ ۱۹۲۲ء کا چندہ دے چکے ہیں وہ لتنے ایثار سے کام لیں کہ نصف چندہ تشحیذ قرضہ فنڈ کی امداد میں اور نصف چندہ کسی غیر احمدی کے نام رسالہ جاری کرنے میں دیدیں اور ریویو کی قیمت الگ

۷۔ ریویو آف ریلیجنز پہلے ہر ماہ کی ۲۶ تاریخ کو شائع ہوتا تھا۔ چونکہ اس تاریخ کو رسالہ بھیجنے میں یہ نقص تھا کہ رسالہ ناظرین کے پاس پہنچنے پر دوسرا مہینہ شروع ہو جاتا اور رسالہ پرانا معلوم ہوتا اس لئے آیندہ ہر ماہ کی ۵ تاریخ کو شائع کیا جایا کریگا۔

۸۔ قیمت رسالہ ریویو آف ریلیجنز ہندوستان میں تین روپے ہندوستان سے باہر ساڑھے تین روپے اور طلباء و غیر احمدیوں کیلئے اڑھائی روپے ہوگی۔

چونکہ رسالہ کے اخراجات اسکی آمد سے پورے نہ ہونگے گو نہ کا اشاعت اسلام فنڈ سے اسلئے مہربانی فرما کر کوئی صاحب مزید رعایت کی درخواست بھیجکر ہمیں نادم نہ کریں *

۹۔ خط و کتابت اس پتہ پر ہوا کرے۔ منیجر یا ایڈیٹر اردو ریویو آف ریلیجنز قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب

اشتہار دینے والوں کیلئے اچھا موقعہ | رسالہ ریویو آف ریلیجنز خدا کے فضل سے قادیان سے شائع ہونے والے تمام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء

عرض حال

"بہ بسم اللہ بگیرم خامہ را"

احباب کرام!

صدر انجمن احمدیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) آئندہ نظارت سلسلہ احمدیہ کی زیرنگرانی نکلا کرے اور چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنا منشاء عالی یہ ظاہر فرمایا۔ کہ مرکزی طور پر کام کے اختصار اور پُرزور بنانے نیز جماعت کی توجہ کے یکسو اور پُرجوش رکھنے کے لئے ایک ہی رسالہ ہو اس لئے قرار پایا۔ کہ آئندہ تشحیذ الاذہان علیحدہ نہ نکلا کرے بلکہ اس کا کام بھی اسی ریویو سے لیا جائے۔ ورنہ یوں تو تشحیذ کا عمل جداگانہ تھا اور اس کے مضامین کی نوعیت اور جامعیت اپنی ضرورت آپ جتا رہی تھی بہرحال تمام جماعت احمدیہ اور بالخصوص ان لوگوں کی ذمہ واری بڑھ گئی جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد واجب الانقیاد (ریویو کا کم از کم دس ہزار خریدار ہماری جماعت میں ہو) کی تعمیل وتکمیل میں دُو رسالوں کا وجود مانع سمجھا کرتے ہیں۔ اب تو دُو رسالوں کا ایک ہی رسالہ ہوگیا۔ تشحیذ کے الگ شائع نہ ہونے سے احباب یہ نہ سمجھ لیں کہ دو اڑھائی روپے سالانہ کی بچت ہوگئی بلکہ وہ خوب جان لیں کہ ان کی ذمہ واری بڑھ گئی اور دو تین روپے سالانہ کا خرچ مزید پڑ گیا اگر تشحیذ کی علیحدہ اشاعت ملتوی کر کے بھی ریویو کے خریدار اتنے ہی رہے یا ان میں قابل ذکر زیادہ نہ ہوئی تو یہ سودا بہت گھاٹے کا ہوا کہ ایک اچھا بھلا چلتا رسالہ بند کردیا گیا پس احباب کرام کو چاہیئے کہ وہ اپنے ذمہ ہمت پر یہ بات عائد کر لیں کہ ریویو کی اشاعت دس ہزار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک سال کے اندر اندر کر دینی ہے اور اگر خدانخواستہ اس میں ہمتیں قاصر دیکھتے ہیں تو کم از کم یہ تو ہونا چاہیئے۔ کہ ہر خریدار ریویو آف ریلیجنز دو خریدار اور اگر دو نہیں تو ایک ہی اس سال پیدا کرے جو دوست اس تحریک میں غیر معمولی توجہ سے کام لینگے ان کے نام نامی شکریہ کے ساتھ درج رسالہ ہونگے ۔

آئندہ کے لئے ہم نے یہ انتظام کیا ہے کہ جو اصحاب تشحیذ کے خریدار ہیں۔ ان کے نام ریویو آف ریلیجنز (کہ تشحیذ الاذہان بھی اسی میں شامل ہے) بھیجا جایا کرے لیکن میرے نزدیک بہت سے خریداران تشحیذ وہ ہیں جو پہلے ہی سے ریویو کے خریدار ہیں۔ پس ایسے صاحبان اپنے اپنے ناموں سے (مکمل خط پتے اور "ریویو کے نمبر خریداری" کے ساتھ جو چٹ پر نام سے پہلے لکھا ہوتا ہے ڈاکخانہ کا نمبر مراد نہیں) اطلاع دیں تاکہ ان کے نام دو رسالے نہ جایا کریں ۔

ایسے خریداران تشحیذ (جو ریویو کے پہلے ہی سے خریدار ہیں) اگر سنہ ۱۹۲۲ء کی قیمت تشحیذ دے چکے ہیں۔ تو انہیں اس سال اتنے ایثار سے ضرور کام لینا چاہیئے کہ وہ نصف قیمت اعانت تشحیذ میں دیدیں (اس لئے کہ تشحیذ پر تین سو روپے کے قریب قرض اس وقت سے چلا آتا ہے جب سے یہ نظارت کے سپرد ہوا) اور باقی نصف قیمت کے بدلے میں وہ کسی طالب حق غیر احمدی یا کسی غریب احمدی کے نام رسالہ ریویو جاری کرا کے خدا تعالیٰ سے اجر جزیل پائیں اور اشاعت حق میں حصہ لیں جو ہم سب کا فرض ہے اگر اعانت تشحیذ میں نصف رقم دینی منظور نہ ہو۔ (گو غیور خریداران تشحیذ سے مجھے ایسی بے اعتنائی کی توقع نہیں کہ وہ سترہ سالہ رفیق کو مقروض چھوڑ دیں) تو ساری رقم کے عوض کسی غیر احمدی یا غیر مستطیع احمدی کے نام ریویو جاری کرا دیں اور اس کی اطلاع ہمیں فوراً دیں اور ہرگز تساہل سے کام نہ لیں۔ (ریویو کی قیمت وصول کرنے کے لئے علیحدہ وی پی ہوگا) اعانت تشحیذ کے لئے کبھی ضرورت نہ پڑتی اگر تمام خریداران تشحیذ اپنا فرض سمجھتے اور اپنے اپنے ذمے کا بقایا ادا فرما دیتے سنہ ۱۹۱۷ء تک بارہ تیرہ سو روپیہ تشحیذ کا بقایا خریداروں کے نام ہے اسکے بعد میں نے کئی بار نظر ثانی کر کے ان لوگوں کے نام سے رسالہ بند کر دیا ہے جو دو دو سال تک رسالہ لیتے رہے نہ تو خریداری سے انکار اور نہ قیمت دینے کا اقرار۔ جب وی پی کیا واپس کر دیا ایسی رقم بھی پانسو چھ سو سے کم نہیں ہوگی۔ ابھی ساٹھ کے قریب ایسے دوست ہیں جن کے ذمہ سنہ ۲۱-۱۹۲۰ء دو سالوں کی قیمت ہے اور ڈیڑھ سو سے زائد ایسے اصحاب ہیں جنہوں نے تاحال سنہ ۱۹۲۱ء کی قیمت نہیں دی حالانکہ رسالہ تشحیذ کی باقاعدگی کا یہ حال رہا کہ میں یقین کے ساتھ کہ سکتا ہوں اور میرے پاس ڈاکخانہ کی رسیدی مہریں اس بات کے ثبوت میں ہیں کہ پورے گیارہ سال باوجود ان مشکلات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے اکہ نہ کوئی تشحیذ کا تنخواہ دار کاتب تھا - (یہاں تک کہ قادیان میں اسے کوئی کاتب[1] عموماً لکھ کر دینے کی حامی نہ بھرتا تھا) اور نہ اپنا مطبع نہ سرمایہ[2] تین بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ مقررہ تاریخ پر رسالہ نہ بھیجدیا گیا ہو - اسی طرح پر حجم تو ۴۸ صفحے مقرر تھا مگر کئی دفعہ اسّی اسّی صفحے کا رسالہ نکالا - جسے ہر طبقے ہر مذاق کے احمدیوں نے حرزِ جان بنایا اور خدا کے فضل سے بہت فائدہ اُٹھایا - یہ سب کچھ خدا کی دی ہوئی توفیق سے ہوا اور میں اس کا ذکر محض اس لئے کر رہا ہوں - کہ میں نے تو اپنی استعداد و صورت حالات کے مطابق تشحیذ کو بہتر سے بہتر اور باقاعدہ بنانے کی کوشش میں جان تک لڑا دی - مگر احباب کی قدردانی کا یہ حال کہ اس کے اتنے خریدار بنانے تو درکنار کہ آمد سے یہ خرچ ہی پورا ہو (جس سے کم عقل انسانی تجویز ہی نہ کر سکے) وہ قیمت بھی نہ دی - جو ان کے ذمے پڑتی ہے - چنانچہ دو پونے دو ہزار بقایا ہے - جو خریداران تشحیذ کے نام ہے - اگر اس کا نصف بھی وصول ہو جائے - تو قرض بھی اُتر جائے اور ریویو کے لئے سرمایہ بھی ہو جائے - اس کے متعلق میں بذریعہ خطوط بھی خریداران تشحیذ کو توجہ دلانے کا ارادہ رکھتا ہوں تاکہ وہ اس دن کے آنے سے پیشتر جب کہ ہر شخص رب العالمین کے حضور پیش کیا جائے گا - اور حقوق العباد کی نسبت بھی پرسش ہو گی تشحیذ کا حق تشحیذ کو دیدیں - فی الحال تو ریویو کی باقاعدہ اشاعت کا انتظام درپیش ہے - جس کے لئے بہت سا کام کرنا ہے - جو لوگ ریویو کے خریدار ہیں ان کا حساب کتاب دیکھنا ہے - کتنا بقایا واجب الوصول ہے کتنی پیشگی قیمت آچکی ہے - پھر خریداران تشحیذ سے حساب و کتاب صاف کرنا ان کے نام ریویو کے کھاتے میں منتقل کرنا ان کے پتے چھپوانا اور حتی الوسع احتیاط کہ کسی کے نام دو دو رسالے بغیر اسکی مرضی نہ جاتے رہیں پھر رسالہ جو عرصہ سے بے قاعدہ چلا آتا ہے اس کی بروقت اشاعت کا بندوبست اس کے لئے دو دو تین رسالے ایک مہینے کے اندر اندر نکالنا بجالیکہ ابھی نہ مطبع پر ۲۰ × ۲۶ کی چھپوائی کا سامان ہے نہ کاغذ نہ کچھ سرمایہ اور دس فروری میرے سپرد یہ کام ہوا اور ۲۶ یوم اشاعت ہے - تشحیذ کے گذشتہ فائل اور رسالے باترتیب محفوظ

---

[1] قادیان میں کتابت رسالہ کا انتظام نہ ہو سکنے کی وجہ سے باہر مضمون بھیجنا پڑتا - اور جب ایک جگہ سے وقت پر کاپیاں نہ پہنچنے کا احتمال ہوتا تو میں دوسری جگہ اور مضمون تیار کر کے بھیج دیتا - اگر وہاں بھی یہی صورت حال نظر آتی - تو تیسری جگہ اور مضمون بھیجتا - کئی دفعہ ایسا ہوا ؛

[2] سرمایہ کی عدم موجودگی - خرچ آمد سے بڑھا ہوا - اس کے لئے اپنے تمام وسائل لگا دیے - چھ چھ ماہ تک تنخواہ کو دی پھر سٹاف میں یہاں تک تخفیف کی - کہ خود ہی مینجری - ایڈیٹری - محرری کرنی شروع کر دی ؛

رکھوانا۔ یہ کام ایک ہوشیار کلرک کی امداد کے ساتھ دو مہینے کا عرصہ کم از کم چاہتا ہے۔ یہ تو انتظامی امور کے متعلق ہوا۔ اس سے زیادہ اہم اور نازک ذمہ واری تو ریویو آف ریلیجنز کے مضامین کی ہے میں بالکل سچ عرض کر رہا ہوں کہ یہ امر کبھی میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آیا تھا کہ میرے جیسی ناچیز و کمزور ہستی کے سپرد ریویو کی خدمتِ ادارت ہوگی جس کے مضامین کا سٹینڈرڈ میں ایسا اعلیٰ سمجھتا کہ آج تک کبھی بطور نامہ نگار اس کے لئے مضمون لکھنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ سوا ایک یا دو بار کے وہ بھی کسی خاص اور بار بار کی تحریک سے اور جو عزیز مدیر ریویو نے محض میری ہمت افزائی کے لئے درج کر دیئے ہونگے۔ ریویو آف ریلیجنز کا کام تو لیظہرہ علی الدین کلہ ہے اور دنیا کے تمام مذاہب پر تبصرہ اور اہل مذاہب کا ایسے طور پر تشحیذ الاذہان کہ انہیں اسلام کا مقدس و مطہر چہرہ ان کی آنکھوں سے حجب گوناگوں دور کر کے دکھا دیا جائے۔ جو امور ان رب العالمین ہی سے ہوسکتا ہے یا پھر ان کے خلفاء راشدین سے یا ان کی جوتیوں کی طفیل اُمت کے دوسرے اکابرین سے۔ اور مجھ ایسے عامی تو اکیلے کچھ بھی نہیں کر سکتے اور نہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں کسی رسالہ کا ایڈیٹر ہونیکے یہ معنی ہیں کہ بس اب تمام جہان کے اعتراضوں کا جواب اسی کے ذمہ ہوگیا نہ صرف اعتراضوں کا جواب بلکہ ہر مذاق ہر طبقے کے لئے ہر قسم کی دلچسپی کا سامان مہیا کرنا اسی تنِ تنہا کا فرض بن گیا یہ تو ناممکن بات ہے۔ دوسرے بھائیوں کی مدد ہی سے کچھ ہوسکتا ہے۔ ولایت میں ایک رسالے کے کئی کئی ایڈیٹر ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں نامہ نگار لیکن ان لوگوں کے پاس دولت ہے پھر رسالوں کی قدردانی ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں خریدار اور یہاں خریداروں کی تعداد سینکڑوں تک محدود ایڈیٹر نے صرف مضمون ہی نہیں لکھنا بلکہ دو مطبعوں کی مینجری ان کا حساب کتاب تیرہ چودہ رجسٹروں کی خانہ پُری بل وغیرہ بنانا روپے کی وصولی پھر ہفتہ میں دو بار شائع ہونے والے اخبار کی مینجری جو صرف دستخطوں یا جنرل نگرانی ہی پر محدود نہیں بلکہ بہت سا تحریر کا کام اور اہم خط و کتابت بھی خود ہی کرنی ہے پھر اس رسالہ کی مینجری اور نصف محرری بھی۔ اسقدر افکار اور کاروبار کے ساتھ مضامین لکھنا کارے وارد۔ علی الخصوص مجھ ایسے ناتوان سے جس کی جسمانی صحت کا یہ حال کہ کوئی صبح نہیں ہوتی جب میں ایک نیا عارضہ لے کر نہیں اُٹھتا اور کوئی شام نہیں آتی جب کہ میں کسی نہ کسی مرض سے تکلیف نہیں پا رہا ہوتا۔ پھر علمی بے بضاعتی کی یہ کیفیت کہ نہ عربی پورے طور سے جانوں۔ نہ انگریزی ہی آئے۔ پھر لکھوں تو کیا لکھوں میرا یہ مطلب نہیں کہ اگر صرف ایڈیٹری کا کام ہو تو اس سے بہتر مضامین لکھ سکوں گا۔ بلکہ یہی کچھ قابلیت ہے جو تشحیذ سے ظاہر ہے۔ اب اسی کے ساتھ اس ہیچ میرز نے اس خدمت کو بجا لانا ہے پس میرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرم فرما تہ دل سے میرے لئے دعا فرمائیں کہ جہاں مجھ پر اتنا بڑا فضل ہوا ہے کہ یہ اہم سے اہم خدمت بجالانے کا شرف مجھے بخشا گیا ہے۔ وہاں اسے کما حقہ ادا کرنے کی توفیق بھی دے وبیدہ ملکوت کل شیء۔ وہی سب خوبیوں کا سرچشمہ اور ساری طاقتوں کا منبع ہے ؞

دوم۔ حضرت خلیفۃ المسیح سے میری درخواست ہے کہ جیسے حضرت اقدس مسیح موعودؑ ایک نہ ایک مضمون ریویو آف ریلیجنز میں دیتے تھے ایسے ہی آپ بھی خادم نوازی سے کام لیں اور کوئی نہ کوئی مضمون ہر مہینے دو چار صفحے کا یا جیسے حالات ہوں عطا فرمایا کریں ؞

(ب) سلسلہ کے علماء و فضلاء کی نظر سے جب کوئی نیا حوالہ گذرے یا قرآن و حدیث سے انہیں کوئی نکتہ سوجھے یا خدا تعالیٰ اپنے فضل سے کوئی دقیقہ معرفت ان پر کھولے۔ اسلام کی صداقت پر کوئی دلیل خدا تعالیٰ کی طرف سے القا ہو تو اپنے خادم کو ضرور اس سے ممتاز فرمائیں اگر مضمون لکھنے کی فرصت نہ ہو۔ تو صرف نوٹ ہی کر کے دیں تا کہ میں خود لکھ کر دنیا والوں تک پہنچادوں الدال علی الخیر کفاعلہ۔

(ج) انگریزی دان احباب اپنا کام غالباً صرف رسالہ پڑھ لینا یا خریدنا ہی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بھی بہت کچھ امداد فرما سکتے ہیں۔ جب کوئی انگریزی کتاب رسالہ یا اخبار پڑھیں اور اس میں کوئی واقعہ حادثہ یا بات ان کی نظر سے ایسی گذرے جو عجیب و غریب ہو یا جس سے اسلام کی تائید اور غیر مذاہب کی تردید میں کچھ لکھا جاسکتا ہو۔ تو فوراً اس کا اردو ترجمہ خاکسار کو بھیجدیا کریں ؞

کئی سائنٹیفک تحقیقاتیں ایسی ہوتی ہیں جن سے صداقت اسلام پر استدلال کیا جاسکتا ہے اس کے علاوہ پادریوں اور غیر مذاہب کی تبلیغی کوششوں سے بھی اطلاع دینی چاہیئے تاکہ اپنے بھائیوں کو ہوشیار کیا جاسکے۔ ایک اور سلسلہ مضامین میرے زیر نظر ہے وہ یہ کہ جس قدر مذاہب ہیں ان کے اصل عقائد و اعمال خود انہی کے ماننے والوں کے قلم سے لکھے ہوئے ہم پہنچائے جائیں تاکہ ہم ٹھنڈے دل سے ان پر غور کر کے اسلام کی تبلیغ کی راہ ان میں نکال سکیں ؞

(د) ہمارے دوست ہمارے بھائی یہ جان لیں۔ کہ صرف پیغام والے اور اہلحدیث کا کوئی نامہ نگار ہی ہمارا مد مقابل نہیں بلکہ کل دنیا کا سامنا ہے اور ہمارے امام مسیح علیہ السلام کی بعثت کسر صلیب کے لئے ہے۔ پس ایک وسیع نظر رکھتے ہوئے ہر قسم کے اعتراضوں کی تردید پر کمر ہمت باندھنی چاہیئے اور ہر رنگ میں اسلام کی خوبیاں۔ بیان کرنی چاہیئیں ؞

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۷) کئی اہل قلم سلسلہ عالیہ احمدیہ میں موجود ہیں مگر وہ اپنا قلم نہیں اُٹھاتے۔ بعض پہلے لکھا کرتے تھے اور اب لکھنا چھوڑ دیا ہے۔ بعض لکھ سکتے ہیں لیکن یہ خیال کئے بیٹھے ہیں کہ ہم لکھ نہیں سکتے۔ ہاں ایسے بھی ہیں جنہیں مضمون لکھنے کا ڈھب نہیں آتا اور اس بات پر مصر ہوتے ہیں کہ جو کچھ ہم لکھیں وہ من وعن چھپ جائے (حالانکہ یہ بات ایڈیٹر پر چھوڑ دینی چاہیئے) مہربانی فرما کر سب ہی توجہ فرمائیں اور اللہ سے اجر پائیں۔

ریویو تبلیغ واشاعت کی مشین ہے تو اس کے تمام پرزے جب تک اپنا اپنا کام نہ کرینگے وہ بخوبی نہیں چل سکیگی اس لئے سبھوں کو اپنا اپنا فرض پہچان کر اس کام میں لگ جانا چاہیئے۔ تشحیذ کے نامہ نگار خصوصی منشی خادم حسین صاحب بھیروی تو میرا دماغ ہیں مجھے ان سے پہلے سے بھی بڑھکر امداد کی توقع ہے شیعہ کے مسائل باطلہ کی تردید اب بھی ریویو میں تشحیذ کی طرح بدستور ہوتی رہے گی۔ میرے مہربان منشی فضل حسین صاحب احمدی مہاجر۔ عزیز مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس فاضل سیکھوانی میرے دست وبازو خدا انہیں سلامت رکھے۔ جناب سید صادق حسین صاحب اٹاوی مکرم حافظ روشن علی صاحب میرے ہموطن۔ مولانا غلام رسول صاحب راجیکی میرے ہم سبق۔ پروفیسر عطاء الرحمٰن صاحب کسی زمانے میں ریویو کے پُرجوش نامہ نگار۔ پھر مکرم معظم مولانا شیر علی صاحب سابق ایڈیٹر۔ مکرمی سید محمد اسحٰق صاحب فاضل میرے دیرینہ کرم فرماء۔ مخدومی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ڈبل فاضل۔ عالم حقائق آگاہ مولانا محمد سرور شاہ صاحب۔ ہماری سرحدی فاضل قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری۔ مولانا عبد الحلیم صاحب کشکی۔ اور کئی ایسے دوست جن کے نام نامی میں بھولتا ہوں یا ان کی قابلیت وفضیلت سے میں آگاہ نہیں ضرور ضرور توجہ فرمائیں۔ میری یہ درخواست نہیں کہ ایک ایک کتاب تصنیف کر کے مجھے بھیجدیں کہ میں سال بھر اس کی اشاعت ہی سے عہدہ برآ نہ ہو سکوں۔ بلکہ بہتر سے بہتر اعلیٰ سے اعلیٰ جامع مختصر مضمون جو تین چار صفحے حد آٹھ صفحے کا ہو۔ اتنی فرصت دو ماہ میں ایک بار نکالی جا سکتی ہے یہ مضمون اسلام کے کسی بنیادی مسئلہ کی تائید یا غیر مذاہب کے کسی اصول کی تردید یا تنقید پر ہو۔ کالجوں کے طالبعلم لائبریریوں میں جانے کی عادت ڈالیں اور کسی اخبار یا رسالہ کے مناسب حصے کا ترجمہ بھیجا کریں۔ جو صاحبان تحریری مدد نہیں کر سکتے اور خدا نے انہیں صاحب استطاعت بنایا ہے یا اثر ورسوخ بخشا ہے وہ اسکی توسیع اشاعت میں کوشاں ہوں اور پھر دعا فرمائیں کہ وہ اس عاجز کا حافظ وناصر معین ویاور ہو۔ وہ اپنے بندے کو روح القدس سے مؤید کر کے اکناف عالم میں احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا نام پہنچانے کی توفیق دے نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آجکل کا تصوّف

خدا کی شان ایک وہ زمانہ تھا جب تصوّف سے مراد حقیقت اسلام اور صوفی اسے کہا جاتا جو ظاہر و باطن اللہ اور اسکے رسول اکرم کا فرمانبردار ہوتا۔ یا اب یہ دن ہیں۔ کہ جو سب سے بڑھ کر سُنّت نبوی کے خلاف اعمال کاسدہ کا عامل ظنون فاسدہ پر مائل اور مکروہات و مزخرفات کا قائل ہو وہ صوفی بلکہ صوفیوں کا مقتدا سمجھا جاتا ہے حال ہی میں ایک نیا رسالہ لاہور سے نکلا ہے اس میں ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

اگر کوئی شخص چاہے کہ اللہ تعالیٰ میری امید پوری کرے اور دلی مقصد حاصل ہو تو اسے چاہیئے سورۂ اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ مؤکلوں کے ساتھ اکتالیس بار۔۔۔۔۔۔ پڑھا کرے ہر مشکل سے مشکل کام پورا ہوگا۔ سورۃ با مؤکل یہ ہے "اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ بحق یا جبرئیل فَعَلَ رَبُّکَ بحق یا شمسائیل بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ یا کلکائیل اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ بحق یا لومائیل بِحِجَارَۃٍ یا کشفائیل" (غرض تمام سورۃ کو اسی طرح پر مضحکہ انگیز ناموں سے محرف کر دیا ہے اور بتایا ہے کہ تنہا خدا کا کلام کچھ نہیں کر سکتا جبتک شمسائیل۔ کشفائیل سے مدد نہ پہنچائے)

اب فرمائیے کہ اس طرح پر کلام ربّانی کو محرف مبدل کرنے کی ناکام کوشش سے غضب الٰہی بھڑکے گا یا رحمت خداوندی نازل ہوگی۔ اگر یہ ایسا ہی تیر بہدف نسخہ ہے تو دنیا اور خود نقشبندی افراد کیوں مشکلات میں ہیں حضرت مجدد سرہندی کے وقت یہ مخلص مرید موجود نہ تھے ورنہ پل بھر میں انہیں قید سے رہا کرا لیتے ؟

ایمان بر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اسی رسالہ میں ایک مضمون بعنوان "ایمان بر رسول عربی" خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کا شائع ہوا ہے میں خان بہادر موصوف کے زور قلم۔ اور ان کے فلسفیانہ مضامین کا قائل ہوں مگر میں یہ نہیں مان سکتا۔ کہ مذہب کے بارے میں بھی ان کی رائے صائب ہوگی۔ پس خان بہادر کا یہ کہنا کہ محمد (صلے اللہ علیہ سلم) کے ذاتی صفات کی وجہ سے ان پر ایمان لایا جائے نہ صرف اسلئے کہ وہ اولوالعزم نبی تھے۔ یا انہوں نے معجزات دکھائے۔ یا خدا نے ان کو نبی کہا ہے۔ قطعاً صحیح نہیں۔ یہ بات بطور ایک نکتہ معرفت یا دقیقۂ تصوّف کے پیش کی گئی ہے مگر درحقیقت یہی وہ امر ہے جو مفضی الی الشرک ہے اور جس سے دوسری قومیں گمراہ ہوئیں اور ان کے نادانوں نے اپنے اپنے مقتداؤں اور رہنماؤں کو معبود بنا لیا:۔ اوّل تو یہ بحث ہی فضول ہے کہ سیّدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ نبوّت سے الگ ہو کر کیا پوزیشن و حیثیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ دونو باتیں لازم و ملزم ہیں۔ لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ خود جناب رسالتمآبؐ نے بزبان کلام خداوندی فرما دیا ہے۔ انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گویا وحی نبوت ہی وہ چیز ہے۔ جو آپ کو دوسرے انسانوں سے ممتاز کرتی۔ اور انک علے خلق عظیم سے متصف بناتی ہے۔ قرآن مجید نے خود ہی شہادت دی ہے۔ وجدك ضالاً فهدیٰ اور فرمایا۔ ماکنت تدری ماالکتاب ولا الایمان۔ اور وماکنت تتلوا من قبله من کتب ولا تخطه بیمینك اذاً لارتاب المبطلون۔

ان آیات کی موجودگی میں خان بہادر اپنے دلائل کی وقعت دیکھ لیں۔ دوسری جانب یہ بھی یاد رکھیں۔ کہ ہندوؤں کو رام چندر کے متعلق عیسائیوں کو حضرت عیسیٰ کی نسبت بدھوں کو بدھ دیو کے بارے میں بھی غلطی لگی۔ کہ وہ اپنے پیشواؤں کو ذاتی کمالات کا مالک سمجھ بیٹھے۔ تو خدا کو بھول گئے۔ اور انہی کو خدا بنالیا۔ ان کا حال بعینہٖ ان بُت پرستوں کا ہے۔ جو کسی بُت کے اسلئے پجاری بنتے ہیں۔ کہ وہ جس کا مجسمہ ہے۔ اسمیں خدائی کا ظہور دیکھ کر اسی کو خدا بنا لیتے ہیں۔ ملکۂ سبا کو یہی غلطی لگی۔ جیسے حضرت سلیمان نے یُوں واضح کیا کہ ایک شیشوں سے منڈھا ہوا محل بنایا اس کے نیچے پانی چلایا۔ وہ عورت اسے پانی سمجھی۔ اور گذرنے کیلئے پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھالیا۔ تب حضرت سلیمان نے اسے متنبہ کیا۔ اور فرمایا کہ اسی طرح جن چیزوں کو تم بذاتہ انوار کا مالک قرار دے بیٹھی ہو۔ ان کے پیچھے ایک اور طاقت ہے۔ جو کام کررہی ہے۔ خدا تعالیٰ کے مقابل میں تمام مخلوق ادنےٰ سے اعلےٰ تک کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اصل ایمان خدا تعالیٰ پر ہے۔ رُسل و انبیاء تو اسی ذات پر ایمان پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اصل مقصود کو چھوڑ کر وسائط کو پکڑ لینا دانشمندی نہیں۔

قرآن مجید کا ذکر بائبل میں

یسعیاہ باب ۲۸ میں آتا ہے:-

(۱) سب میزیں اُلٹی ہوئی چیزوں سے اور گندگی سے بھری ہوئی ہیں کہ کوئی جگہ صاف نہیں۔

(۲) وہ کس کو دانش سکھائیگا (۳) کس کو وعظ کرکے سمجھائیگا۔ (۴) ان کو جن کا دودھ چھڑایا گیا جو چھاتیوں سے جُدا کئے گئے۔ (۵) کیونکہ حکم پر حکم۔ قانون پر قانون۔ قانون پر قانون ہوتا جاتا۔ تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں۔ (۶) وہ وحشی کے سے ہونٹوں اور اجنبی زبان سے اس گروہ کے ساتھ باتیں کریگا۔ کہ اس نے ان سے کہا۔ کہ یہ وہ آرام گاہ ہے۔ تم ان کو جو تھکے ہوئے ہیں۔ آرام دیجیو اور یہ چین کی حالت ہے پر وہ شنوا نہ ہوئے۔ (۷) سو خداوند کا کلام ان سے یہ ہوگا۔ حکم پر حکم حکم پر حکم۔ قانون پر قانون۔ تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں تاکہ وہ چلے جائیں (۸) اور پچھاڑی گریں اور شکست کھائیں۔ اور دام میں پھنسیں اور گرفتار ہوئیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملاحظہ فرمائیں کیا درس اوّل میں۔ وہی نقشہ عام دنیا کی حالت کا نہیں کھینچا گیا جسے قرآن مجید میں ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (پارہ ۲۱ ع ۷) سے بیان کیا گیا ہے۔ بر و بحر یعنی اہل کتاب غیر اہل کتاب وہ جن کے گھرانوں میں نبوّت جاری رہی۔ جو اس شرف سے ممتاز نہیں ہوئے پڑھے ہوئے اور ان پڑھ سب ہی بگڑ گئے تو ضروری ہوا۔ کہ ایک ہدایت نامہ نازل ہو۔ اور مردہ دنیا کو زندگی کے نئے پانی سے زندہ کیا جائے۔ درس دوم وسوم میں اس کا کام بتایا ہے چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔ "دانش سکھائیگا اور وعظ کرکے سمجھائیگا" يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ اور يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ہی کا ترجمہ ہے۔ درس چہارم میں جو نقشہ دکھایا گیا ہے وہ اس آیت میں ہے يٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا أُنْذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ یہ عزیز و رحیم خداوند کا اتارا ہوا کلام ہے تاکہ اس سے اس قوم کو انتباہ کرے جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے ان میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا جو وحی ربّانی کا دودھ نہ پاکر روحانی نشو و نما میں کمزور ہو گئے۔ چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا ہے قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَّلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَّنَذِيرٌ ۔ ہمارا رسول تمہارے پاس آیا جو ایسے زمانے میں آیا کہ رسولوں کے آنے میں تاخیر ہو رہی تھی۔ دنیا کا دودھ چھڑایا جا چکا تھا۔

درس پنجم میں جو حکم پر حکم۔ قانون پر قانون۔ کچھ یہاں کچھ وہاں آنے کا ذکر ہے وہ بعینہٖ قرآن مجید کے نزول کی کیفیت ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا (سورۃ الفرقان رکوع ۴) اور دوسرے مقام پر آتا ہے وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَّنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا۔ قرآن مجید کو ہم نے جدا جدا اور تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا تا ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ اسی آیت کے ساتھ إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا وَّيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا۔ اوتوا العلم اور وعد ربنا لمفعولا فرما بتا رہا ہے کہ تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنے کی پیشگوئی کتب سابقہ میں درج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھی۔ ورس ششم میں یہ وہ آرامگاہ ہے تم ان کو جو تھکے ہوئے ہیں آرام دیجیو" کہنا بتاتا ہے کہ اس کتاب (قرآن مجید) کے نزول سے بوجھ ہلکے ہونگے اور دنیا میں امن و امان کا دور دورہ ہوگا چنانچہ فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ پہلے یہ بتایا کہ اس نبی اُمّی کا ذکر تورات و انجیل میں ہے پھر یہ دکھایا کہ وہ تھکے ہوؤں کو آرام دیتا۔ ان کے بوجھ ہلکے کرتا ہے اور بندھنوں سے آزادی دیتا ہے۔ اس نور کے ذریعے جو اس نبی پر اُتارا گیا۔ یعنی قرآن مجید۔ دوسرے مقام پر فرمایا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا (تم آگ کے گڑھے پر تھے پس تمہیں اس سے نکال لیا) یہی مفہوم ہے ان آیات کا جو یسعیاہ سے نقل ہوئیں جن میں چین کی حالت بتائی گئی ہے۔

آیت ہشتم میں تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں جو فرمایا۔ تو یہ اس کتاب کا ٹھیک پتہ دیدیا۔ کیونکہ صرف یہی ایک کتاب ہے جو کچھ مکہ میں کچھ مدینہ میں کچھ سفر میں کچھ حضر میں کچھ جنگ میں نازل ہوئی چنانچہ مکی مدنی سورتوں کے نام سے ظاہر ہے۔

ورس نہم میں منکران قرآن مجید کی شکست کا ذکر ہے۔ پھر ان کی گرفتاری کا۔ سو اس کے لئے تاریخ گواہ ہے کہ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ اور جُنْدٌ مَّا ھُنَالِکَ مَھْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ کی پیشگوئی کس صفائی سے پوری ہوئی۔ خود منکرین نے بھی یہی نشان حضور علیہ السلام کی صداقت کا قرار دیا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے وَیَقُوْلُوْنَ اُتْرُکُوْہُ وَقَوْمَہٗ فَاِنْ ظَھَرَ عَلَیْھِمْ فَاِنَّہٗ نَبِیٌّ (اسے (نبی علیہ السلام کو) اسکے حال پر چھوڑ دو۔ اگر یہ اپنی قوم پر غالب آگیا، تو خدا کا نبی ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد وفود در وفود اسلام میں داخل ہونے لگے اور دنیا نے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا نظارہ دیکھا ✦

تشحیذ الاذہان کے گذشتہ فائل

تشحیذ الاذہان کے فائل ۱۹۱۲ء سے لیکر ۱۹۲۱ء تک آٹھ سال کے مکمل فائل بجائے بیس روپے کے صرف چودہ روپے میں دیئے جائینگے۔ صرف ۲۵ جلدیں اس حساب سے فروخت ہونگی۔ یہ علمی خزانہ مفت لٹتا ہے احباب جلد منگوالیں بعد میں قیمت ڈبل ہوجائیگی ✦ مینجر تشحیذ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا عذاب جہنّم دائمی ہے؟

دوزخ کے عذاب کے متعلق دو خیال پائے جاتے ہیں ایک یہ کہ دوزخ کا عذاب دائمی ہوگا دوم یہ کہ دائمی نہیں ہوگا بلکہ کسی نہ کسی وقت دوزخ تمام دوزخیوں سے خالی ہو جائیگا۔ اگرچہ اس زمانے کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہی حق مذہب ہے اور اسی کی طرف اسلام ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اسلامی نقطۂ خیال سے دوزخ کی حیثیت شفاخانہ کی سی ہے کہ جس طرح شفاخانہ میں بیمار اسی وقت تک رکھے جاتے ہیں جبتک کہ انہیں صحت نہ ہو.......... بعینہٖ اسی طرح دوزخ میں اُس وقت تک دوزخی رکھے جائینگے جب تک کہ وہ اپنے اعمال بد سے پاک ہوں۔ اب میں از روئے عقل و نقل یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دوزخ کا عذاب دائمی نہیں ہے ؛

دلیل اوّل

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے انھم رجس وما واھم جھنم جزاء بما کانوا یکسبون (سورۃ التوبہ ع ۱۲) یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نافرمان ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پروا تک بھی نہیں کرتے وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنّم ہے۔ یہ بدلہ (جہنّم) بسبب اُس کے ہے جو عمل کیا کرتے تھے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف بیان فرمایا ہے کہ اُن کو جہنّم میں اس وجہ سے ڈالا جائیگا کہ وہ ایسے کام کیا کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کے منشاء کے خلاف ہیں تو اب ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جب اُن کو دوزخ کا عذاب اُن کے بداعمال کی وجہ سے ہے جو کہ محدود ہیں تو ضروری ہے کہ وہ عذاب بھی جو اعمال کے بدلے میں دیا جائے محدود ہو ورنہ اللہ تعالیٰ پر ظلم کا الزام آتا ہے وما کان اللہ لیظلمھم ہو نہیں سکتا کہ وہ اعمال تو جن کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے محدود ہوں مگر سزا غیر محدود اور لا انتہا دی جائے۔ کیا اللہ تعالیٰ دنیاوی بادشاہوں جیسا بھی رحم کرنیوالا نہیں ہے؟ دنیاوی بادشاہ بھی ہر ایک مجرم کو اُس کے جُرم کے مطابق ہی سزا دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جو غفور و رحیم و غفّار و ستّار ہے کس طرح اپنے بندوں کو اُن کے محدود عملوں کے بدلے میں ابدی جہنّم میں ڈالنا پسند کریگا ؛

اس جگہ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ جن لوگوں کے متعلق جنت کا وعدہ ہے اُن کے متعلق بھی یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اعمال حسنہ کی وجہ سے جنّت میں داخل کیئے جاوینگے پس وہ بھی کیا اپنے اعمال محدود ہونے کی وجہ سے جنّت میں ہمیشہ نہ رہینگے بلکہ ایک عرصہ کے بعد وہاں سے نکالدیئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جائینگے تو اس کا یہ جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف آزمائش کے لئے پیدا کیا ہے پس جو شخص اس امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے اُس کو محض اپنے فضل اور رحم سے ابدی جنت میں داخل کرتا ہے نہ کہ اُس کے عملوں کی وجہ سے۔ کسی انسان کے اعمال تو اسقدر ہو ہی نہیں سکتے کہ محض اُن کی وجہ سے اُس کو ابدی جنت عطا کرنا تو درکنار اُس میں داخل بھی کیا جائے حتّٰی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جب حضرت عائشہؓ نے سوال کیا کہ آپ تو اپنے اعمال ہی کی وجہ سے جنّت میں داخل کئے جائینگے۔ تو آپ نے فرمایا نہیں مَیں بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی جنت میں داخل ہونگا۔ تو جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی کہ جنکے اعمال کمیت و کیفیت کے لحاظ سے تمام دنیا کے لوگوں سے بڑھکر تھے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہشت میں داخل ہونگے تو اور کون ہے جو صرف اپنے اعمال کے بدلے میں ہی بہشت میں داخل ہو سکے پس ابدی جنّت عملوں کا نتیجہ تو بے شک نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو ارحم الراحمین ہے محض اپنے فضل سے اُن لوگوں کو جو ایک حد تک امتحان میں کامیابی حاصل کرینگے ابدی جنّت عطا کردیگا ؛

دلیل دوئم

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی اہل جنّت و اہل نار کا ذکر فرمایا ہے وہاں اُن کے عرصۂ قیام کے متعلق کچھ نہ کچھ فرق کر دیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اہل نار ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہینگے چنانچہ سورۂ ہود ع میں فرماتا ہے:۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَھُمْ فِیْھَا زَفِیْرٌ وَّ شَھِیْقٌ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۔ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ۔ اس آیت کریمہ میں جہاں اہل جنّت کا ذکر ہے وہاں عطاءً غیر مجذوذ کہکر واضح کر دیا ہے کہ جنّت ایسی نعمت ہے جو کبھی بھی منقطع نہیں ہوگی مگر اہل نار کے متعلق صرف اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ کہکر بیان کیا کہ خدا تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ ہر ایک انسان کو اس کے گناہوں کے مطابق ہی سزا دی جائے سو اللہ تعالیٰ اپنی اس مشیّت کی وجہ سے اُن کو عذاب جہنّم سے نجات دیگا ؛

یہاں پر اگر کسی کے دل میں خیال گذرے کہ اہل جنّت کے متعلق بھی اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ مذکور ہے تو کیا وہ بھی جنّت میں ہمیشہ نہیں رہینگے تو اس کا ازالہ یوں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ کے ذکر سے اپنی غناء ظاہر فرمائی کہ اُن کا اللہ تعالیٰ پر کوئی ایسا حق نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے اُن کو جنت جیسی ابدی نعمت دی جاوے بلکہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و رحم سے اُن کو یہ نعمت عطا فرمائی ہے پھر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عطاءً غیر مجذوذ کے بیان کرنے سے صاف کر دیا کہ دراصل یہ نعمت عظمیٰ کبھی منقطع نہیں ہوگی پھر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ اہل جہنّم کے متعلق چونکہ خُلد کا لفظ آیا ہے اور اس کے معنی ہمیشگی کے کیئے جاتے ہیں اس لئے معلوم ہوا کہ وہ ہمیشہ ہی دوزخ میں رہینگے۔ مگر یہ بھی غلط ہے کیونکہ خُلد کے معنی ہمیشگی کے نہیں ہیں بلکہ اس کے معنی بہت لمبا عرصے کے ہیں کہ جس کو انسان ہمیشہ کہ سکتا ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلے کسی انسان کو خُلد حاصل نہیں ہوا۔ اب ظاہر ہے کہ غیر محدود زمانہ کی حد بست نہیں ہوسکتی اور یہاں اللہ تعالیٰ نے قبلیّت کی شرط لگا کر حد بست کر دی ہے جس سے معلوم ہوا کہ خُلد کے معنی غیر محدود زمانہ کے نہیں ہیں۔ پس مذکورہ بالا آیت سے صاف عیاں ہے کہ عذابِ جہنّم دائمی نہیں ہے ؏

دلیل سوئم

خدا تعالیٰ نے سورۂ القارعہ میں بیان فرمایا ہے:۔ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ ؕ الآیۃ۔ یعنی وہ لوگ جن کے اعمال صالح بہ نسبت بد عملوں کے کم ہونگے اُن کی اُمّ (ماں) ہاویہ ہے اب جاننا چاہیئے کہ بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا کہ وہ لوگ جہنّم میں داخل کئے جائینگے یہ فرمایا کہ جہنّم اُن کی ماں ہے تو اس میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ جس طرح ماں اپنے بچّے کو اُس وقت تک گود میں رکھتی جبتک کہ وہ کمزوری کی وجہ سے چلنے پھرنے کی طاقت نہیں رکھتا اسی طرح وہ اس وقت تک دوزخ میں رکھے جائینگے جب تک کہ اُن کے اعمال کی کمزوری باقی ہوگی۔ اور جب وہ اپنے گناہوں سے بوجہ سزا پالینے کے پاک ہوجائینگے تو پھر وہاں سے نکال دیئے جائینگے ؏

دلیل چہارم

یہ ہے کہ سورۃ نبا ع۲ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے لٰبِثِیْنَ فِیْهَا اَحْقَابًا ؕ یعنی دوزخی دوزخ میں صدیوں تک رہینگے۔ اب اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ جہنّم کا عذاب غیر محدود ہے تو چاہیئے تھا کہ خدا تعالیٰ عذاب کو محدود زمانہ کے ساتھ مقیّد نہ کرتا کیونکہ غیر محدود عرصہ کو محدود اعداد کے ساتھ تعبیر نہیں کیا جاسکتا پس اللہ تعالیٰ کا عذاب کو صدیوں کے ساتھ مقیّد کرنا صاف دلالت کرتا ہے اِس بات پر کہ دوزخ کا عذاب غیر محدود یعنی دائمی نہیں ہے ؏

دلیل پنجم

اِس بات پر کہ عذاب جہنم دائمی نہیں یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو کہ قرآن مجید کے سمجھنے اور اس کے اسرار بیان کرنے میں ساری دنیا سے بڑھکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے اور ان کا ہر قول و فعل قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق تھا۔) بیان فرماتے ہیں "یاتی علیٰ جھنم زمانٌ لیس فیھا احدٌ و نسیم الصبا تحرّک ابوابھا" یعنی جہنم پر ایک وہ زمانہ آئیگا کہ اس میں کوئی بھی نہ ہوگا۔ اور نسیم صبا اس کے کواڑوں کو ہلائیگی۔ جس سے صاف عیاں ہے کہ جہنم کا عذاب محدود اور غیر دائمی ہے +

پس یہ فخر صرف اسلام کو ہی حاصل ہے کہ وہ ایسے خدا کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو کہ اِنَّ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ کا مصداق ہے یعنی جس کا رحم اُس کے غصہ پر سبقت رکھتا ہے اور وہ (خلق الانسان ضعیفا) اپنے بندوں کی کمزوری کو مدِ نظر رکھکر (ویعفو عن کثیر) اُن کے بہت سے قصوروں کو معاف کر دیتا ہے اور جن اعمال پر سزا دیتا ہے تو وہ بھی عملوں کے مطابق ہی دیتا ہے اور یہ سزا دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک مہربان ڈاکٹر مریض کا اپریشن کرتا ہے یا خیر خواہ اُستاد اپنے شاگرد کو بطور تنبیہ کے سزا دیتا ہے یا جیسے رحم دل والد اپنے بچہ کی تربیت کے لئے اُس کو کسی قدر سرزنش کرتا ہے تو جس طرح ڈاکٹر مریض سے اور اُستاد اپنے شاگرد سے اور باپ اپنے بیٹے سے یہ معاملہ کرتا ہے جو گو بظاہر تکلیف دِہ معلوم ہو لیکن ایسا کرنے میں ایک خاص غرض ہے یعنی اصلاح اور جب وہ غرض پوری ہو جاتی ہے تو پھر اُن سے ایسا سلوک نہیں کیا جاتا اسی طرح خدا تعالیٰ گنہگاروں کو اُن کی اصلاح کیلئے دوزخ میں رکھیگا۔ اور جب اُن کی بیماری یعنی گناہ (جو محدود ہیں) کی میعاد ختم ہو جائیگی تو خدا تعالےٰ دوزخ سے رہائی دیدیگا ❊

اِصطلاح زندیق کی تحقیقات

اِصطلاح زندیق ہارون الرشید کے باپ المھدی عباسی نے عارف الزنادقہ کے نام سے ایک تحقیقاتی کمیشن اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ ایسے لوگوں کا پتہ لگا کر سزا دے جو اسلام کے ظاہری لباس میں مانوی یا زندیقی عقائد کے قائل تھے۔ زندیق کے معنی عام طور پر لئے گئے ہیں "پیرو زند" یا وہ شخص جو اصل صحیفے کے مقابلہ میں روایتی تاویلات کو اختیار کرے۔ مگر البیرونی کے بیان کے مطابق دین مانوی کے مقتداؤں کے مختلف طبقات میں سے جو طبقہ مال و دولت پر مسکینی و مفلسی کو اختیار کرتا۔ شہوات نفسانی کو مارتا، دنیا کو ترک کرتا یا درویشانہ بسر کرتا، یا ہمیشہ روزے رکھتا اور صدقے دیا کرتا اسکو صدیق کے لقب سے خطاب کرتے تھے۔ جو ارامی میں صدیقی تھا اور فارسی میں زندیق یا زندیگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو گیا۔ ابتدا میں اس کا اطلاق صرف مانویوں کے لئے مخصوص تھا مگر بعد میں ہر ملحد و مبتدع کو اسی لفظ سے تعبیر کرنے لگے۔ چنانچہ البیرونی مختلف طبقات صدیقین و سماعین کے ذکر میں کہتا ہے۔ شرح نوامیس یفترضھا الصدیقون (وھم ابرار المانویۃ وزھادھم) علیٰ انفسھم من ایثار المسکنۃ وقمع الحرص والشھوۃ ورفض الدنیا والزھد فیھا ومواصلۃ الصوم والتصدق بما امکن وتحریم اقتناء شیٔ خلا قوت یوم واحد ولباس سنہ وتلک السفاد وادامۃ التطواف فی الدنیا للدعوۃ والارشاد۔ یعنی صدیقوں پر جن سے مانویوں کے ابرار و زہاد مراد ہیں مانی نے یہ قوانینِ شریعت فرض کر دیئے کہ مسکینی اختیار کریں حرص و شہوت کو اکھاڑ پھینکیں، دنیا کو ترک کر کے پرہیز گار بن جائیں۔ لگاتار روزے رکھیں اور جہاں تک ہو سکے صدقے دیں۔ ایک دن کی خوراک اور ایک سال کے لباس سے زیادہ حاصل کرنے کو حرام سمجھیں۔ مجامعت ترک کر دیں تبلیغ و اشاعت دین کیلئے ساری دنیا میں پھرا کریں۔

مانی نقاش مدعی نبوت کے عقائد

مانی اپنی کتاب شاپورکان مذکور کے شروع میں کہتا ہے کہ ہمیشہ سے خدا کے پیغمبر وقتاً فوقتاً حکمت و اعمال انسان کو پہنچاتے رہے ہیں کبھی وہ ہندوستان میں گوتم بدھ کی معرفت۔ کبھی وہ ایران میں زرادشت کی وساطت سے کبھی ارض مغرب میں عیسیٰ کے ہاتھ پہنچے۔ اب اس قرن اخیر کی نبوت اور وحی مجھ پر یعنی مانی پر کہ ارض بابل میں خدا کا رسول برحق ہوں نازل ہوئی وہ اپنے صحیفہ میں مدعی ہے کہ وہ فارقلیط میں ہی ہوں جس کی بشارت حضرت مسیح نے دی ہے اور میں خاتم انبیاء ہوں۔ یہ اپنی کتابوں میں دعویٰ کرتا ہے کہ مسیح نے جن باتوں کو مجمل چھوڑا ہے اور صرف اشاروں پر اکتفا کی ہے میں نے انکی تصریح و تفسیر کی ہے۔ وہ اصلی اور نقلی مسیح میں فرق کرتا تھا۔ اس کے عقیدے میں مسیح صادق عالم نور کی ایک روح تھا جو عارضی جسم میں دنیا پر نازل ہوئی تھی اور نقلی مسیح ایک بیوہ کا وہ بیٹا تھا جو مصلوب ہوا۔

عقائد زرتشتی و مانوی میں فرق

زرتشت کی طرح مانی بھی عقیدۂ ثنویہ کا مبلغ تھا۔ دونوں نے نور و ظلمت کو مبدء خیر و شر بتایا ہے۔ مگر زرتشتی مذہب میں یزدان و اہرمن دونو روحانی و مادی صفات سے متصف ہیں۔ اور عقائد سے قطع نظر کر کے عملاً زرتشتی مذہب ایک مادی مذہب نظر آتا ہے یہ اپنی اُمت کو توالد و تناسل سے روئے زمین کو معمور کر دینے اور محنت و مشقت کے ساتھ زمین جوتنے اور فصلیں کاٹنے کی ترغیب دیتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسری طرف مانوی عقیدہ کے مطابق نور و ظلمت کا امتزاج جس سے یہ مادی دنیا مخلوق ہے حقیقۃً شر اور قوائے خبیثہ کا نتیجہ ہے۔ ایسے سارے اعمال جو اس امتزاج نور و ظلمت میں امتداد و تقویت بخشیں۔ جیسے ازدواج، توالد و تناسل وغیرہ مانوی عقیدہ کے مطابق زشت ہیں۔ زرتشتی ایک قومی و اجتماعی، سپاہیانہ، مادی، اقتدار پسند دین ہے۔ مانوی ایک عالمگیر (خیر خواہ عالم و خلائق عامہ) راہبانہ، نفس کش، غیر مادی مذہب۔ لہٰذا اسقدر خارجی مماثلت و مشابہت کے باوجود حقیقۃً اور اصولاً دونوں ادیان باہم نہایت متضاد و متبائن ہیں ٭

مانوی احکام مانویوں پر چار یا سات نمازیں فرض تھیں۔ بُت پرستی۔ جھوٹ۔ طمع۔ قتل۔ زنا۔ چوری۔ فنون سحر و شعبدہ کی تعلیم و تعلم۔ تعصب۔ مذہبی فرائض روزمرہ میں غفلت، ممنوع تھی۔ ہر ماہ میں سات دن روزے رکھنا اور تین مہروں قول بد، فعل بد، خیال بد کو محفوظ رکھنا فرض تھا۔ جانوروں کا ذبح کرنا یا ان کو تکلیف دینا اور آگ۔ پانی اور نباتات کو ضرر یا نقصان پہنچانا قطعاً حرام تھا ٭ (حمایت الاسلام)

(نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ختمِ رُسل سا کوئی عالی ہمم نہ ہو گا
دنیا میں ایسا انساں کامل اتم نہ ہوگا

بیحد ہیں تیرے احساں ہم پر اے پیارے آقا
تا حشر وصف تیرا ہم سے رقم نہ ہوگا

کیا کیا نہ دکھ اُٹھائے دنیا میں حق کی خاطر
تم سا جہاں میں کوئی ثابت قدم نہ ہوگا

جو بات تجھ میں ہے وہ دیکھی نہیں کسی میں
تجھ سا جہاں میں کوئی نیری قسم نہ ہوگا

حسرت ہمارے دل کی پوری نہ ہوگی ہرگز
راہِ خدا میں جب تک یہ سر قلم نہ ہوگا

یارو اُٹھو۔ کرو تم اسلام کی اشاعت
دنیا کا کام کوئی اس سے اہم نہ ہوگا

دینِ خدا کی خاطر تکلیف جو سہے گا
تا حشر پھر کبھی وہ مصروف غم نہ ہوگا

باطل ہمارے آگے ممکن نہیں کہ آئے
سچ اور جھوٹ ہرگز یکجا بہم نہ ہوگا

اصحابِ مصطفےٰ سے جس کو عناد ہوگا
اُس پر خدا کا ہرگز لطف و کرم نہ ہوگا

اے زاہدو عبث ہے خلد بریں کی خواہش
کوچہ مرے نبیؐ کا جنت سے کم نہ ہوگا

وہ روز آ رہا ہے جب اس جہاں میں حافظ
سب ہوں گے آہ لیکن اِک تیرا دم نہ ہوگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذات باری تعالیٰ

خلاصہ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح

بر جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۲۱ء

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر دلپذیر پُر از معارف و حقائق کثیر مفصل تو تالیف و اشاعت کی طرف سے اپنے وقت پر شائع ہوگی مگر جو لوگ جلسہ پر نہیں آسکے انہیں اس کا کچھ نمونہ دکھانے اور احباب کرام کی یادداشت تازہ کرنے کیلئے یہ خلاصہ شائع کیا جاتا ہے جس کے لئے عزیز مکرم شمس کا ممنون ہوں (ایڈیٹر)

نمبر ۱

مضمون کی اہمیّت

واذ اخذ ربك من بنی ادم من ظهورهم ذریتهم الآیة پڑھ کر فرمایا۔ یہ مضمون بڑا اہم اور نہایت وسیع مضمون ہے۔ تمام مضامین اس سے نکلتے ہیں اور اس کے اردگرد ایسے گھومتے ہیں جیسے سورج کے اردگرد زمین۔ چاند۔ ستارے وغیرہ۔ اوّل بھی یہی ہے۔ اور آخر بھی یہی ہے۔ درمیانی امور تو اسکی تفصیلیں ہیں۔ مثلاً ملائکہ اسکی مخلوق ہیں نماز روزہ حج وغیرہ اسکی عبادات ہیں۔ اور دعا اسکے حضور میں التجا کرنا ہے۔ اور یہ میں ہی نہیں کہتا بلکہ سب انبیاء کہتے چلے آئے ہیں کہ یہ مضمون کہیں ختم نہیں ہوتا۔ مرنے کے بعد بھی جبکہ دائمی زندگی ہوگی یہی کہتے چلے جائینگے ؛

اس مضمون کو یاد رکھنا چاہیئے

اس مضمون کو خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ اس زمانہ میں دہریّت بہت بڑھ گئی ہے۔ خاصکر آجکل کالجوں میں سٹوڈنٹس پر تو دہریت بہت غالب آگئی ہے۔ دوسرے گناہ کے پھیلنے کی بھی یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں رہا۔ تمام خرابیاں اور بُرائیاں خدا تعالیٰ کے نہ جاننے کی وجہ سے ہی ہیں ؛

دہریّت پھیلنے کے وجوہ۔

(۱) دہریّت پھیلنے کی ایک وجہ تو یہ ہے۔ کہ فلسفہ جدید یورپ کا بالکل صحیح اور قطعی اور یقینی سمجھ لیا گیا ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ جب کبھی انہوں نے کوئی عقل کی بات نکالی تو انہوں نے اُسے مذہب کے خلاف قرار دیکر مذہب کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چھوڑ دیا۔ اور انسان کو سب سے اعلیٰ قرار دیکر خدا تعالیٰ سے دست بردار ہو گئے ؛

دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ لوگ صرف ماں باپ کے ماننے پر خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں۔ دلائل انہیں معلوم نہیں ہوتے۔ حالانکہ ایمان کے تو معنی یہ ہیں۔ کہ کسی دیکھی ہوئی چیز کی طرح اس پر یقین رکھا جائے ؛

تیسری وجہ میرے نزدیک بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو صرف اسلئے خدا کو مان لیتے ہیں۔ کہ بحثوں سے بچ جائیں ؛

پس اگر ہم بھی جو خدا تعالیٰ کو ماننے والے ہیں یقین سے نہ مانینگے تو دہریوں کی طرح ہم سے بھی مؤاخذہ ہوگا ؛

سوال پہلا سوال جو اس مضمون پر پڑتا ہے یہ ہے۔ کہ ہمیں اس بحث میں پڑنیکی کیا ضرورت ہے۔ دوسرے ہمیں اس پر بحث کرنے سے کونسے فوائد حاصل ہونگے ؛

جواب اوّل محققین یورپ نے اس سوال کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کو نہ مانا جائے۔ تو دنیا میں گناہ بہت بڑھ جائیگا۔ اور امن قائم نہیں رہیگا۔ اس لئے سیاسی خدا کو ماننا ضروری ہے ؛

اور یہ عقیدہ پہلے روما سے شروع ہوا ہے اس نے کہا ہے کہ خدا تین قسم کے ہیں۔ (۱) ایک تو عوام کا خدا ہے جو سورج چاند ستاروں وغیرہ کا خدا ہے۔ (۲) دوسرا خدا فلسفیوں کا ہے۔ جو وراء الوراء ہستی ہے جس کا کچھ پتہ نہیں لگتا۔ (۳) تیسرا خدا ہمارا سیاسی خدا ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ صرف خدا کی وجہ سے فسادات وغیرہ سے رُکتے ہیں ؛

لیکن ہمارے نزدیک یہ دلیل دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ اگر واقعہ میں خدا نہیں ہے۔ تو کیوں لوگوں کو دھوکہ میں رکھا جائے ؛

دوسرا جواب اگر سوال سے آپکا واقعی یہی مدعا ہے۔ کہ ہمیں غور جب کرنا چاہیئے۔ کہ پہلے ہمیں اسکے فوائد سے واقفیت حاصل ہو جائے۔ یہ سوال تب صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ جس چیز کی بھی تم فکر کیا کرتے ہو اس میں غور و فکر کرنے سے پہلے اسکے فوائد معلوم کر لیا کرتے ہو۔ جب ایسا نہیں ہے۔ تو پھر آپکا سوال بھی صحیح نہیں۔ مثلاً یہ علم کہ زمین چکر کھاتی ہے۔ اس کا پہلے کونسا فائدہ معلوم تھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہو۔ کہ یہ ایک علم تھا۔ جسے تحقیق کیا گیا۔ اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ اس سے بھی ایک علم معلوم ہو جائیگا ؛

ہاں اس میں یہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ تم مجبوراً خدا کو منواتے ہو۔ یہ سوال کرنا بھی صحیح نہیں کیونکہ جس طرح تم اپنے علم کی بنا پر زمین کا گھومنا لوگوں کے سامنے منوانیکے لئے پیش کرتے ہو۔ اسی طرح جو خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہے وہ اپنی مشاہدہ چیز کو منواتا ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیسرا جواب

اس کے فائدے ہیں۔ مثلاً جب خالق اشیاء معلوم ہو جائے تو حقائق الاشیاء بھی معلوم ہو جاتی ہیں۔ جب ہمیں اشیاء کا مخلوق ہونا معلوم ہو جائیگا تو ہم دیکھینگے کہ کیا ہم ان سے نفع اُٹھا سکتے ہیں یا نہیں اگر اُٹھا سکتے ہوں تو نفع اُٹھائینگے۔ جسطرح کہ اور چیزوں کے معلوم کرنے سے نفع ہوا ہے ؂

چوتھا جواب

یہاں تو یہ سوال ہی نہیں پڑ سکتا کہ ہم خدا کے پیچھے کیوں پڑیں۔ کیونکہ یہاں تو خدا پیچھے پڑا ہوا ہے۔ کیونکہ ہزارہا دفعہ اسکے پیغمبر آئے اور اپنے پیغام پہنچائے۔ پس اسکی طرف سے آواز آرہی ہے۔ کہ آؤ۔ اور مجھے مانو۔

منکرین کی طرف سے تبدیلئ دلیل

اس کے بعد منکر اور طرف اپنی دلیل کو پھیرتے ہیں۔ اور عقلی پہلو کو چھوڑ کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہی غلط ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام آتے ہیں کیونکہ ہم نے باپ دادوں کی تحقیقات کی تو ہمیں یہی معلوم ہوا کہ خدا کا آہستہ آہستہ دنیا میں عقیدہ جما ہے۔ پہلے انسانوں نے چاند و سورج اور ستاروں کو خدا بنایا۔ اور ڈر کی وجہ سے ان کی پرستش شروع کی۔ پھر علمی تحقیق ہوئی۔ اور علم ہیئت کے ذریعہ سے چاند اور سورج کی حقیقت معلوم ہوئی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ خدا نہیں ہیں۔ تو بعد میں کوئی اور خدا تلاش کرنا پڑا۔ آخر ہوتے ہوتے ایک وراء الوراء ہستی کو ماننا پڑا۔ پھر ہندوؤں نے مظہر اللہ ماننے شروع کیے۔ بعض نے کھانوں وغیرہ میں جب فوائد دیکھے تو اسی کو خدا قرار دے لیا۔ پھر چند دنوں کے بعد خیال ہوا۔ کہ یہ تو خدا نہیں ہو سکتے۔ تو زمین و آسمان اور بادل وغیرہ سے غلہ اور پھل وغیرہ پیدا ہوتے دیکھ کر انکو خدا قرار دے لیا۔ سائینس دانوں نے اسے بھی رد کر دیا۔

اسی طرح بعض نے سانپ بچھو اور ہر موذی چیز کو ڈر کی وجہ سے خدا مان لیا۔ اس کا ثبوت یہ دیتے ہیں۔ کہ پرانی تاریخ میں جو لفظ ملتے ہیں۔ انکے معنی ڈر کے ہیں وہ یہ سمجھتے تھے۔ کہ جس طرح انسان کے سامنے ہاتھ جوڑنے سے وہ قصور بخشدیتا ہے۔ اسی طرح یہ چیزیں بھی بخشدیتی ہیں۔ پس اگر خدا ہوتا تھا۔ تو اس کا ظہور دنیا سے پہلے ہونا چاہیئے تھا ؂

پُرانی قومیں اور خدا

اب ہم اس سوال پر غور کرتے ہیں۔ اور پُرانے خیالات کی تحقیقات کرتے ہیں۔ سب سے پُرانی قوم "مکسیکو" (امریکہ) کی قوم ہے۔ جو وحشی طریق پر رہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک خدا تھا جس کا نام انولادِلونا ہے۔ اور اسکی تعریف یہ کرتے ہیں۔ کہ وہ خالق ہے۔ اور ابتداء میں کچھ نہ تھا۔ ولونا نے خیال کیا۔ تو اس میں سے ایک نور کی طاقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدا ہوئی۔ بڑھتے بڑھتے فضاء کی صورت ہوگئی۔ پھر اس سے خدا پر روشنی پڑی۔ پھر سورج بنا پھر اسکے سکڑتے سکڑتے چاند ستارے پیدا ہوئے۔ پس پُرانی وحشت میں بھی ایک خدا کا خیال پایا جاتا ہے عیسائیت میں بھی یہی خیال ہے اسی طرح اسلام میں بھی پس معلوم ہوا۔ کہ خدا کے متعلق جیسے اب خیال ہے ویسے ہی پہلے بھی تھا ۔

پھر افریقہ کے وحشی جن میں سے بعض کا دماغ اتنا خراب ہے۔ کہ انکو ایک زبان سکھاؤ۔ تو وہ چار سال کے بعد بھول جاتے ہیں۔ ان میں بھی ایک خدا کا پتہ ملتا ہے جیسے وہ نینگمون کہتے ہیں اور اسکو خالق مانتے ہیں ۔

پھر بخو خذ النصر کی بھی ایک پُرانی کتاب میں دعا نکلی ہے جس میں وہ کہتا ہے۔ "اے دائمی بادشاہ تمام مخلوقات کے مالک تو سب کا خالق ہے...... اے مالک تیری بادشاہت قائم ہو اپنی الوہیت کی دعوت میرے دل میں گاڑ دے۔ اور جو تجھے اچھا معلوم ہو وہ مجھے دے۔ کیونکہ تُو ہی ہے جس نے میری زندگی کو اس طرز میں ڈھالا ہے ۔

اسی طرح ایک قبیلہ ایوس ہے جو ایک بڑا خدا سمجھتے ہیں۔ اس سے نہیں مانگتے بلکہ چھوٹے معبودوں کی پرستش کرتے ہیں ۔

اسی طرح وسط آسٹریلیا میں جنوبی طرف بعض قبائل ہیں۔ اور اسی طرح نور نڈبرو وغیرہ بہت سے قبائل وحشی ہیں۔ جو خدا کو مانتے ہیں۔ لیکن اسپر ایک اعتراض پڑ سکتا ہے۔ کہ یہ کس طرح معلوم ہے کہ ایک خدا ماننے کا خیال بھی پرانا ہے ۔

پہلا جواب آثار قدیمہ سے معلوم ہوا۔ اسی طرح لیگ محقق نے چین والوں کے متعلق جو ہر ایک چیز کا علیحدہ خدا مانتے ہیں۔ آثار قدیمہ سے تحقیق کی ہے۔ کہ پہلے چین میں ایک خدا کی پرستش تھی۔ اسی طرح شہر بابل کے محقق نے بھی پرانی تاریخ کے آثار سے ایک خدا کی پرستش قرار دی ہے۔ انکی تحقیق سے ثابت ہے۔ کہ پرانا خیال یہی ہے ۔

دوسرا جواب جو آخری بات معلوم ہو اسکی پرستش کیجاتی ہے۔ کیونکہ جو بات تحقیق کے بعد معلوم ہو اسی کو اکثر قبول کرتے ہیں۔ پس وحشیوں کی بتوں کی عبادت کرنا اور خدا تعالیٰ کی عبادت نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ پہلے صرف خدا کا خیال تھا بتوں کا بعد میں ہوا ۔

پس اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف بھی آتے ہیں یہی نہیں کہ ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ہی جایا جاتا ہے۔ مثلاً اسلام میں شرک کا بالکل خیال نہ تھا۔ لیکن بعد میں قبروں کے آگے سجدہ وغیرہ کرنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شرک کی باتیں نکل آئیں ؁

پس تجربہ ہمیں بتاتا ہے۔ کہ پہلے خدا تعالیٰ کی عبادت ہوئی۔ بعد میں شرک اختیار کیا گیا۔ پس تمہارا استدلال باطل ہو گیا ؁

منکروں کا پہلو بدلنا اب اس کے بعد منکرین ایک اور پہلو بدلتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ خدا نہیں ہے۔ اور ہم نے نہیں دیکھا۔ اگر تم نے دیکھا ہو تو خدا دکھا دو ہم مان لینگے۔

مجمل جواب اس سوال کا جواب کہ وہ نظر کیوں نہیں آتا صوفیاء نے یہ دیا ہے۔ کہ وہ قریب سے قریب اور دُور سے دُور ہے۔ جس طرح دُور دراز کے ستارے جو بوجہ بعد کے نظر نہیں آتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ بوجہ بہت بعید ہونیکے نظر نہیں آتا ؁

اور وہ حبل الورید سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اسلئے وہ نظر نہیں آتا۔ کیونکہ کوئی انسان اپنی رگ جان کو نہیں دیکھ سکتا جیسے کوئی پانی میں غوطہ لگائے تو اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتا اس لئے خدا کو بھی بوجہ قریب ہونے کے نہیں دیکھ سکتے ؁

حقیقی جواب ہر ایک شے کے معلوم ہونے کا ذریعہ علیحدہ ہے۔ ہم نے تو یہ دعویٰ ہی نہیں کیا۔ کہ وہ مادی چیز ہے اور اُسے ہم دیکھ سکتے ہیں۔ ہم تو ایک وراء الوراء ہستی مانتے ہیں۔ جو نظر نہیں آتی ؁

دنیا کی ہر ایک چیز کا علم صرف دیکھنے پر ہی موقوف نہیں ہے۔ بلکہ بعض اشیاء کا علم حواس خمسہ کے علاوہ قیاس سے بھی ہوتا ہے۔ مثلاً غصہ کا علم قیاس سے ہوتا ہے۔ اسی طرح درد کی تکلیف کا احساس۔ انسان دوسرے کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے۔ کہ وہ بھی آدمی ہے اور میں بھی آدمی ہوں مجھے ان حالات میں غصہ اور درد سے تکلیف ہوا کرتی ہے۔ اس لئے اسے بھی ان حالات کے وقت غصہ اور درد سے تکلیف ہوتی ہوگی ؁

پھر بعض اشیاء کا علم آثار سے ہوتا ہے۔ جیسے مقناطیس۔ اور اسی طرح قوت کا پتہ لگانا کہ فلاں قوی ہے ؁

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر فرمایا ہے۔ ابصار سے مراد اندرونی عقل بھی ہے۔ پس اندرونی حواس اور بیرونی حواس اسکو نہیں دیکھ سکتے۔ مگر جب خدا تعالیٰ تم پر اثر ڈالے تو اس کا مقناطیس کی طرح سے اثر پڑنیکی طرح تم پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اثر پڑیگا ؂

مخالف کی طرف سے سوال اچھا جس طرح بھی ثابت کر سکتے ہو۔ ثابت کرو اور اس کی ہستی پر دلائل دو ؂

پہلی دلیل قبولیت عامہ ہے۔ سپنسر جو اصل میں دہریت کی بنیاد رکھنے والا ہے۔ اس نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ جس چیز کو تمام دنیا مانتی ہو۔ اسکو غلط نہیں کہہ سکتے۔ پس جب دنیا میں ایک خدا کا خیال ہے۔ تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ یہ خیال کہیں سے نکلا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان من امة الا خلا فیھا نذیر کہ ہر ایک اُمت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بلانیوالے گشت لگانیوالے گذرے ہیں ؂

پھر تجربہ بتاتا ہے کہ دہریت نے بہت زور لگایا۔ لیکن وہ مغلوب ہی رہی۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہے کہ اکثر دہریوں نے مرتے وقت یہ بھی کہا کہ شائد خدا ہو۔ لیکن یہ نہیں ثابت ہو سکتا کہ کسی خدا کو ماننے والے نے بھی مرتے وقت یہ کہا ہو کہ شائد خدا نہ ہو۔ پس خدا والا خیال غالب ہے اور دہریہ کا یہ کہنا کہ میں علم پر ہوں اور تم جہالت پر لیکن اس کا مرتے وقت یہ کہنا کہ شائد خدا ہو ثابت کرتا ہے کہ جاہل وہ ہے نہ کہ خدا ماننے والا۔

پھر جو شریک مانتے ہیں۔ وہ ایک اعتقاد پر اکٹھے نہیں ہوتے۔ بلکہ کوئی دو کوئی تین کوئی چار غرضیکہ علیحدہ علیحدہ شریک مانتے ہیں۔ اور ایک پر تو سب متفق ہیں۔ پس ایک سے زائد جو مانتے ہیں وہ باطل اور ان کا وہم قرار دیا جائے۔ اور ایک چیز کو جس پر سب متفق ہیں مان لیا جائے گا۔ پس ساری قوموں میں اس خیال کا پایا جانا بتاتا ہے۔ کہ انہوں نے کچھ دیکھا تو ہے۔ لیکن وہ بھول گئے ہیں ؂

دوسری دلیل دوسری دلیل جو قرآن مجید نے دی ہے قل ھو اللہ احد الآیہ ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ ثبوت یہ ہے۔ کہ وہ صمد ہے اور لم یلد ولم یولد ہے۔ دہریت کے رد میں تو اللہ الصمد فرمایا۔ صمد کے معنی کہ ہر چیز اسکی محتاج ہو۔ اور وہ محتاج نہ ہو۔ دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے۔ کہ جو ایک دوسرے کے سہارے پر قائم نہیں۔ ہر ایک عنصر ذرہ سے ذرہ بھی دوسری اشیاء کے اثر کے ماتحت باقی ہے۔ یہاں تک کہ زمین و سورج بھی کشش کے محتاج ہیں۔ پس انکا احتیاج بتاتا ہے۔ کہ یہ کسی ایک چیز کے محتاج ہیں ؂

اگر کہیں کہ ہماری تحقیقات ابھی نامکمل ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اول تو یہ غلط ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرے اگر تحقیقات مکمل ہو جائے اور ایک ایسا ذرہ نکل آئے جو کسی کا محتاج نہ ہو تو وہ ایک ایسی چیز ہو گی جو دوسری شکل اختیار نہ کر سکے اور اگر کوئی شکل اختیار کرے۔ تو اس پر یہ سوال ہو گا۔ کہ یہ حرکت وغیرہ اس میں کہاں سے آگئی ہے۔ پھر اس سے دنیا میں وجود ایک ہی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایک ذرہ جو کامل الوجود ہے۔ دوسرے کامل الوجود ذرہ سے جب ملیگا تو ایک ہی چیز ہو گی جیسے کھانڈ سے کھانڈ جب ملے تو کھانڈ ہی ہو گی۔ پس دنیا کی اشیاء کا مختلف ہونا بتاتا ہے۔ کہ کوئی ایسی ہستی ہے جس نے مختلف اشیاء کو بنایا ہے ؛

پھر شرک دو قسم کا تھا۔ ایک شرک فی الذات۔ .... دوسرا شرک فی الصفات تو لفظ احد اور لم یلد و لم یولد میں دونو کی نفی کر دی ؛

تیسری دلیل اور مسئلہ ارتقاء

ایک مسئلہ ارتقاء ہے۔ کہ پہلے ذرات نے ترقی کی۔ پھر اور ترقی ہوتے ہوتے انسان پہلے بندر کی شکل بن گیا۔ پھر بندر سے انسان کی شکل میں آیا۔

قرآن مجید بھی ہمیں تغیر ضرور بتاتا ہے۔ لیکن اس تغیر کی صورت یہ ہے کہ مثلاً پہلے چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔ ایک زلزلہ آیا اور وہ ایک پہاڑ بن گیا۔ ایسا نہیں کہ وہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں بڑھتے بڑھتے پہاڑ بنجائیں ؛

یہ صحیح ہے۔ کہ پہلے ایک رَو چلی جس سے چھوٹی حیات قائم ہوئی۔ جو اس فضا میں رہ سکتی تھی پھر ایسی فضا ہو گئی کہ اسمیں اس سے بڑھکر حیوان رہ سکتا تھا۔ اب قابل ہو گئی کہ اسمیں انسان رہ سکے اسلئے تیسری لہر ایسی چلی کہ آدم کو پیدا کیا گیا۔ جو بھی مانو۔ دہریت باطل ہو جائیگی۔ کیونکہ پہلے تو جسمانی اشیاء میں تغیر واقع ہوا۔ پھر دماغ میں تغیر واقع ہونے لگا۔ یہاں تک کہ کامل انسان بنا۔ پس جب عقلی وجود کامل ہو گیا تو پھر ترقیات بند ہو گئیں۔ پھر جسم کو مدنظر نہ رکھا گیا۔ بلکہ عقلی ترقی کو مدنظر رکھا گیا۔ پس یہ تغیر بتاتا ہے کہ کوئی ایسی ہستی تھی۔ جس نے اپنا ظہور کرنا تھا۔ اور جس کے لئے جسم کو قربان کر دیا گیا۔ اسی لئے بندر کا بچہ جلد ہوشیار ہو جاتا ہے لیکن انسان کا بچہ بھی اگر جلد ہوشیار ہو جاتا تو یہ علم نہ سیکھ سکتا۔ اور اس کی ترقی بھی بند ہو جاتی۔ مگر خدا تعالیٰ نے آدمی کے بچپن کی حالت کو اسلئے لمبا کیا تا یہ اپنے باپ سے علم سیکھے۔ اور آگے ترقی کرے اور اس کا نیچر سے تعلق نہیں ہے اگر کہو کہ یہ واقعہ میں جلدی سے نہیں سیکھ سکتا تھا۔ تو بھی معلوم ہوا کہ کوئی ہستی اسے بنانیوالی ضرور ہے۔ جس نے دونو میں یہ تفاوت رکھا۔ پس انسان کو لمبی عمر اسی لئے دی گئی کہ اس نے بڑی چیز سیکھنی تھی۔ خدا تعالیٰ نے تغیر کی طرف مندرجہ ذیل آیات میں اشارہ فرمایا ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قل أئنكم لتكفرون بالذي خلق الارض في يومين وتجعلون له اندادا ذلك رب العٰلمين وجعل فيها رواسي من فوقها و بارك فيها وقدر فيها اقواتها في اربعة ايام سواء للسائلين ثم استوىٰ الى السماء وهي دخان فقال لها وللارض ائتيا طوعا اوكرها قالتا اتينا طائعين فقضاهن سبع سمٰوات في يومين واوحىٰ في كل سماء امرها وزينا السماء الدنيا بمصابيح وحفظا ذٰلك تقدير العزيز العليم (پارہ ۲۴ حٰم سجدہ ع ۲)

کیا تم اس خدا کا انکار کرتے ہو جس نے دو وقتوں میں زمین کو پیدا کیا۔ اور تم اسکا شریک قرار دیتے ہو۔ پھر اور دو وقتوں میں اسپر پہاڑوں کو رکھا۔ پھر اسمیں برکت دی برکت گڑھا ڈالنے کو کہتے ہیں۔ یعنی پانی کو ایک جگہ جمع کیا اور پہاڑ بنائے تو گڑھے پڑ گئے۔ پھر جتنی اشیاء کھانے پینے کے کام آتی ہیں۔ یا جو مفید اشیاء کسی چیز کے لئے ہو سکتی ہیں انکو پیدا کیا پھر دو وقتوں میں سات آسمان بنائے۔ ان تمام تغیرات کے بعد جو کئی ہزار ہا بلکہ لاکھوں سالوں کے ہیں۔ انسان کو پیدا کیا۔ پس دلیل ارتقائی جو خدا تعالیٰ کے ردّ میں پیش کیجاتی ہے وہی خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک بڑی دلیل ہے ؂

منکرین کی طرف سے ایک اعتراض اب کامل شخص پیدا ہو گیا ہے۔ اس لئے اب ترقی رُک گئی ہے ؂

جواب اگر اس سے مراد یہ ہے کہ ادنیٰ اعلیٰ نہیں رہے۔ تو یہ اب بھی موجود ہے۔ اگر یہ کہو کہ بہتر سے بہتر چیز پیدا ہو گئی ہے۔ تو اس سے بھی ارادہ معلوم ہو گیا۔ تو خدا ثابت ہو گیا۔ کہ جس چیز کو خدا نے پیدا کرنا تھا اسے پیدا کر کے ارتقاء کے سلسلہ کو بند کر دیا ؂

چوتھی دلیل چوتھی دلیل ہستی باری تعالیٰ پر جو عام طور پر استعمال کی جاتی ہے سبب اور مسبب کی ہے۔ جیسے کہ کسی اعرابی سے کسی نے پوچھا کہ تیرے پاس خدا کی کیا دلیل ہے تو اس نے کہا۔ "البعرة تدل على البعير وآثار الاقدام على السفير والسماء ذات البروج والارض ذات الفجاج كيف لا تدل على اللطيف الخبير" کہ مینگنی کو دیکھ کر اونٹ کا پتہ لگایا جاتا ہے اور پاؤں کے نشانات سے مسافر پر دلالت پکڑی جاتی ہے۔ تو ستاروں والا آسمان اور زمین جس میں اونچی نیچی جگہیں ہیں کیوں اپنے خالق لطیف و خبیر پر دلالت نہیں کر سکتے + اسی طرح خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ افی اللہ شک فاطر السمٰوات والارض الآیۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب اشیاء ہیں تو ان کا کوئی خالق بھی ہونا چاہیئے۔ اگرچہ اس دلیل پر بہت سے اعتراضات بھی پڑتے ہیں۔ دنیا کو دیکھ کر تین خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اوّل کہ اپنے آپ چلتی آئی ہے۔ دوم اس نے اپنے آپ کو خود بخود پیدا کیا ہے۔ سوم یا اسکو کسی اور شے نے پیدا کیا ہے۔

پہلے خیال کے ماتحت تو دنیا کو ہمیشہ سے ماننا پڑیگا۔ تو اس سے غیر محدود زمانہ ماننا پڑیگا جو انسانی عقل سے بالاتر ہے۔ دوسرا خیال بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ پیدا کرنیکے تو یہ معنی ہیں کہ پہلے اس میں پیدا ہونیکی خواہش ہو۔ تو اس سے تقدم الشیٔ علےٰ نفسہ لازم آتا ہے جو محال ہے۔ اگر کہو کہ عدم کو یہ خیال پیدا ہوا۔ تو یہ بداہۃً باطل ہے۔ تیسرا خیال صحیح ہے۔ لیکن اسپر کئی سوال پیدا ہوتے ہیں۔

اوّل۔ پیدا کرنے والے کو کس نے پیدا کیا۔ دوم۔ اگر خالق کا خالق نہیں ہے تو دنیا کا بھی خالق نہ مانو۔ سوم۔ صانع کے لئے مادہ وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے اسلیئے خدا مادہ کہاں سے لایا۔ چہارم۔ پھر فضاء کو بھی مخلوق ماننا پڑیگا اور یہ عقل میں آ ہی نہیں سکتا۔ پنجم۔ کیا خالق محدود ہے یا غیر محدود اگر کہو غیر محدود تو وہ عقل میں نہیں آسکتا۔ ششم۔ جب وہ غنی ہے اور کسی چیز کا محتاج نہیں تو اس میں پیدا کرنیکی خواہش کیسے آئی۔ یا اس سے پہلے کوئی اور خدا ماننا پڑیگا تو دور تسلسل لازم آئیگا اور یہ سب محال ہیں اس طرح ایک نہ ایک چیز کو ازلی ہمیشہ سے ماننا پڑیگا۔ تو دنیا ہی کو کیوں ازلی نہ مان لیا جائے۔

جواب پہلی اور دوسری بات تو باطل ہیں۔ تیسری بات پر زبردست اعتراض کیئے جاتے ہیں۔ اوّل یہ خیال کرنا کہ صنعت اسکے سواعہ اور کوئی چیز ہی نہیں باطل ہے۔ خدا تعالیٰ کی صنعت کی یہ شان ہے۔ کہ اس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ چوتھے فضا تو خود ہمارا وجود ہی ہے ہم اپنی جوانب کو فضا کہتے ہیں۔ اور خدا کے لامحدود ہونیکے متعلق بھی سوال باطل کیونکہ دنیا کو جب ہمیشہ سے مانوگے تو وہ لامحدود ہوگی یا نہیں؟ پھر وہ کیسے عقل میں آجائیگی۔ جب ایک مادی چیز کا قیاس دوسری مادی چیز پر نہیں ہوسکتا۔ تو غیر مادی چیز کے متعلق کیسے یہ خیال کیا جاسکتا ہے۔ مادی اشیاء سے اوپر ہم نے ایک چیز مانی ہے۔ کہ ایک ایسی ہستی ہے۔ جو آپ ہی آپ ہے۔ اور اس کی کیفیت ہمارے ذہن میں نہیں آسکتی۔

مخالف کا پہلو بدلنا چلو ہم خدا مان لیتے ہیں۔ لیکن دنیا کے بنانے کی کیا وجہ ہے اور اس کی کیا ضرورت پیش آئی۔

عہ یعنی صنعت کہتے ہی اسے ہیں جو مادہ سے ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواب اوّل کسی چیز کی کنہ معلوم کرنے کے لئے یہ نہیں ہوتا۔ کہ اس سے ہمیں کوئی بھی علم نہیں حاصل ہوسکتا ؛

جواب دوم یہ سوال ایسا ہے جیسے تم نے دنیا کو آپ ہی آپ سے مانا تھا ؛

جواب سوم ہمیشہ یہی نہیں پوچھا جاتا کہ فلاں کام کیوں ہوا۔ بلکہ اس لئے بھی سوال ہوتا ہے کہ اسے کس نے بنایا جیسے ایک سوٹی کے متعلق سوال کیا جاتا ہے کہ اسے کس نے بنایا۔ تو اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے ایک تو صانع معلوم ہوگیا۔ دوسرے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس سے خریدا گیا ہے۔ پس یہ علم کہ خدا نے دنیا کو پیدا کیا ہے۔ اس پر کئی سوال اور پیدا ہونگے جن کے حل ہونے سے ہمیں فائدہ ہوگا۔

پہلا سوال ۔ اگر ایسا خدا ہے تو کیا ہم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

دوسرا سوال ۔ کیا اس کی وجہ سے تکالیف سے بچ سکتے ہیں۔

تیسرا سوال ۔ اس نے ہمیں پیدا کیوں کیا ہے اور پیدا کرنیکی غرض کیا ہے۔

چوتھا سوال ۔ دنیا کیسے بنی۔ اس سوال سے یہ سرِ اعظم بھی معلوم ہوجائیگا۔

پانچویں دلیل پانچویں دلیل جسے دلیل انتظامی کہنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ یہاں صرف سبب اور مسبب کا ہی سوال نہیں ہے۔ بلکہ ان میں جو آپس میں تعلق پایا جاتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر دال ہے۔ مثلاً انسان کو ایسا ہاتھ دیا گیا۔ کہ وہ لکھ سکے۔ لکھنے کا علم تبھی انسان سیکھ سکتا تھا۔ کہ ایسی ہی انگلیاں اسے دیجاتیں۔ اسکو نیچر کا۔ کیونکہ نیچر میں عقل کا تعلق نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ تبارک الذی بیدہ الملک وھو علیٰ کل شیٍٔ قدیر۔ الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا ما تریٰ فی خلق الرحمان من تفٰوت فارجع البصر ھل تریٰ من فطور۔ ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئًا وھو حسیر (ملک ع) ان آیات میں بتایا۔ کہ جتنی تحقیقات کروگے اس سے معلوم ہوگا کہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ کہ جو ایک نظام کے ماتحت نہ ہو۔ اور اس کا سبب نہ پایا جاتا ہو۔ اور اس میں کوئی فائدہ نہ ہو ؛

سوال اس پر ایک سوال ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں بہت سی ایسی اشیاء ہیں۔ کہ جن کا کوئی فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ جیسے بچھو وغیرہ۔

جواب اس کا مجمل جواب یہ ہے۔ کہ یہ بدانتظامی نہیں بلکہ ضرورت کے وقت کے لئے خزانے جمع کیئے گئے ہیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوال پھر یہ تو ضائع ہو رہے ہیں؟

جواب ضائع ہونے کے تو یہ معنی ہیں۔ کہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز چلی جائے۔ خدا کے ہاتھ سے تو وہ چیز کہیں نہیں جا سکتی۔ انکا مر جانا وغیرہ یہ تو انکے مختلف استعمالات ہو رہے ہیں +

چھٹی دلیل چھٹی دلیل اخلاقی ہے۔ کہ انسان اخلاق حسنہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جیسے فرمایا لا اقسم بیوم القیامہ ولا اقسم بالنفس اللوامہ اور فالھمھا فجورھا وتقواھا۔ یہ تمہارے خیالات کہ قیامت اور خدا نہیں ہیں سب باطل ہیں۔ کیونکہ انسان کے اندر نفس لوامہ ہے جو اسے برے کاموں کے مرتکب ہونیکے وقت ملامت کرتا ہے۔ اگر یہ خود بخود ہوتا۔ تو یہ جو چاہتا کرتا۔ اسے اپنے نفس کو ملامت کرنیکی کیا ضرورت تھی۔ پس اخلاق بھی خدا تعالیٰ کی ہستی کی دلیل ہیں۔

اے۔ بی۔ جی۔ ایل ایک بڑا فلاسفر ہے اس نے خوبصورتی کے لینے کی خواہش اور بدصورتی سے نفرت کرنے سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ہم پر کوئی ہستی ہے +

اسپر بھی اعتراضات ہوئے ہیں۔

اعتراض جن کو اخلاق کہتے ہو۔ وہ اخلاق نہیں۔ ورثہ کے طور پر باتیں آگئی ہیں یعنی یہ فطرتی اخلاق نہیں ہیں۔

اسپر ہم سوال کر سکتے ہیں کہ تمہارے باپ کو کس نے سکھایا۔ تو وہ جواب دیتے ہیں۔ کہ انہوں نے تجربہ سے معلوم کیا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایسی بھی نیکی ہوتی جس میں ہم کو کوئی فائدہ نہ ہوتا یا ہم اسے بدی خیال کرتے تو ماننا پڑتا۔ کہ خدا ہے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ بعض نیکیاں ایسی بھی ہیں۔ جن سے انسان کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ لیکن فطرت انکو کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ مثلاً ماں باپ پر احسان کرنا۔ کیونکہ ماں باپ نے جو فائدہ پہنچانا تھا وہ پہنچا چکے ہیں۔ اور اسی طرح مردے کی عزت کرنا۔ پس یہ فطرت ہے جو انسان کو مجبور کرتی ہے۔ کہ انکو بجا لاؤ۔ پس فائدہ کا سوال جاتا رہا +

ساتویں دلیل شہادت ہے۔ ان ذرائع میں سے جن سے دنیا میں علم حاصل ہوتا ہے ایک ذریعہ شہادت ہے۔ پس دیکھنے والے کی شہادت مانی جایا کرتی ہے۔ پھر ان کی شہادت جن سے بہتر دنیا میں چال چلن کا کوئی نہیں ہے۔ کیوں نہ قبول کیجائے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اے رسول تو لوگوں کو کہدے کہ تم میری سچائی بارہا مشاہدہ کر چکے ہو پھر میری دیکھی بھالی چیز کو کیسے رد کر سکتے ہو ؟

اسی طرح ایک دفعہ حج کے موقعہ پر مکہ والوں نے کانفرنس کی کہ اب لوگ حج پر آئینگے ۔ تو لوگوں کو آنحضرت صلعم پر ایمان لانے سے روکنے کے لئے کوئی بات بنانی چاہیئے ۔ آخر انہوں نے اتفاق کیا کہ اسے جھوٹا کہنا چاہیئے تو نضر بن حارث نے مخالفت کی اور کہا کہ میں جھوٹا نہیں کہوں گا اور یہ بات کوئی تسلیم بھی نہیں کریگا کیونکہ

ان محمدًا قد حدث فیکم غلاما کان ارضاکم حیوۃ واصدقکم حدیثا

پس ہم جھوٹا نہیں کہہ سکتے کیونکہ سب لوگ جانتے ہیں ۔ کہ ہم اسے سچا سمجھتے تھے ۔ اسیطرح ابوسفیان نے ہرقل کے سامنے آپکے صادق ہونیکا اقرار کیا ۔

اسی طرح ایک نبی کے متعلق تو منکرین نے کنت فینا مرجوا کہہ ہی دیا اسی طرح فرعون باوجود حضرت موسیٰؑ کے اشد ترین دشمن ہونیکے آپکی کوئی برائی نہیں بیان کرتا ۔ پس صادقوں کی شہادت خدا تعالیٰ کی ہستی پر کافی دلیل ہے ۔

اعتراض صادقوں کی شہادت پر اگر اعتراض ہو سکتا ہے ۔ تو یہی ہو سکتا ہے ۔ کہ یہ باتیں مریدوں نے بعد میں بنالی ہونگی ۔

جواب ایسے شاہد صادق ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں ۔ جیسے اسوقت بھی مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے اور آپنے بھی فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ کا چیلنج دیا ۔ یہاں تک کہ دوسرے لوگوں نے اپنے مقدمات کے فیصلہ کو آپ ہی کے بیان پر چھوڑ دیا ۔

آٹھویں دلیل اب ایک نیا سلسلہ شروع ہوتا ہے ۔ پہلی دلائل سے تو غالب طور پر یہ ثابت ہوتا تھا کہ خدا ہے اب یقینی ثبوت ملتا ہے ۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وجود کو ثابت کرنیکے لئے ایک دلیل نہیں بلکہ ہزاروں دلائل رکھے ہیں ۔ خدا تعالیٰ کی ہر صفت ایک دلیل ہے ۔ خدا تعالیٰ کا علیم ۔ قدیر ۔ سمیع ۔ بصیر ۔ متکلم ہونا الگ الگ دلیل ہے ۔ اب میں ان صفات میں سے جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقینی ثبوت ہیں چند صفات بیان کرتا ہوں ۔ ان صفات کی دو قسمیں ہیں ۔

قسم اول ۔ جو خاص اپنے نفس کے لئے دلیل ہوتی ہیں ۔

قسم دوم ۔ جو تمام دنیا کے لئے دلیل ہوتی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلی قسم کی مثال۔ جیسے خدا تعالیٰ کا غفور ہونا اب گناہوں کا معاف ہوجانا اپنا نفس ہی معلوم کر سکتا ہے اسی طرح بعض گناہوں پر انسان ستاریت چاہتا ہے تو خدا تعالیٰ ستاری کرتا ہے ایسی صفات زیادتی ایمان کا موجب ہوتی ہیں +

دوسری قسم کی مثالیں

صفت (۱) عزیز مثلاً صفت عزیز ہے۔ اب اگر کوئی چیز اس دنیا سے علاوہ ثابت ہو۔ تو اس ہستی کا اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ وہ غالب خدا ہے قرآن مجید میں اس کا نمونہ کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی ان اللّٰہ قوی عزیز (مجادلہ ع۳) ہے۔ خدا تعالیٰ ایک ضعیف کو جس کے پاس نہ فوج اور نہ سامان کافی ہوتا ہے بھیجتا ہے۔ پھر اس سے دنیا کو مفتوح کراتا ہے۔ تاکہ یہ بات ثابت ہو کہ خدا ہے اور وہ عزیز ہے۔ آنحضرت صلعم کو ایک وقت اہل مکہ کعبہ میں نماز پڑھنے پر ڈانٹتے ہیں۔ پھر مکہ کے حالات پر ایک نظر کر جاؤ۔ آخر آپ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ (بغیر جنگ کے) مکہ فتح کر لیتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ بے سامانوں سے سامان والوں کے کام لیکر دکھا دیتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ غالب ہے +

موجودہ زمانہ میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق مولوی بٹالوی نے لکھا۔ کہ میں نے ہی اس کا درجہ بڑھایا ہے اور میں ہی اسکو گراؤں گا۔ پس دیکھو کیسے خدا تعالیٰ نے دلوں پر غلبہ کر لیا اور لوگوں کو مسیح موعودؑ کی طرف پھیرا اور مخالف کو ذلیل و رسوا کیا +

اعتراض اسپر یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ بعض ایسے لوگ ناکام بھی ہوتے ہیں۔ جیسے مسیح ناصریؑ کو یہود نے سولی دیدیا؟

جواب یہ ناکامی نہیں۔ بلکہ اس سے تو خدا تعالیٰ کا غالب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کہ موت کی بھٹی میں ڈال کر پھر اسے زندہ نکالا۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللّٰہ الیہ

(۲) متکلم دوسری صفت جس سے خدا تعالےٰ کی ہستی کا یقینی ثبوت ملتا ہے۔ وہ صفت تکلم ہے یعنی خدا تعالےٰ خود کہتا ہے۔ کہ میں ہوں۔ تو ہم اس کا کیسے انکار کر سکتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے:۔

ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون (حم سجدہ ع۴)

پس جب اللّٰہ تعالیٰ الہام کے ذریعہ سے انبیاء اور ان کے مریدوں کو آواز دیتا ہے کہ میں موجود ہوں تو وہ اس کا کیسے انکار کر سکتے ہیں۔ کہ کوئی متکلم نہیں ہے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعتراض اگر خدا ایک ہے۔ تو مذاہب کیوں مختلف ہیں۔ کیا وجہ ہے ایک کو کچھ کہدیا اور دوسرے کو کچھ ؟

جواب تعلیم ایک ہی آتی ہے۔ لیکن بعد میں آنیوالے لوگ اس میں باتیں ملا دیتے ہیں ۔ مثلاً قانون قدرت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ لیکن لوگ اس میں باتیں ملا دیتے ہیں۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں ہے۔ سچے کے مقابلے میں جھوٹے ہو سکتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو عقل سے باتیں بنا کر خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں تو ان کے لئے خدا تعالےٰ نے لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین (حاقہ ع) کا قانون باندھ دیا ہے۔

سوال یہ تو مانا کہ خدا تعالیٰ کی طرف جھوٹ منسوب کرنیوالا ہلاک ہو جاتا ہے۔ پھر جھوٹے مذہب قبول کرنیوالوں کو خدا تعالیٰ کیوں ہلاک نہیں کرتا ؟

جواب خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا ولوشاء الله لجعلکم امة واحدة ولکن لیبلوکم فیما اٰتاکم فاستبقوا الخیرات (مائدہ ع)

ہم اگر چاہتے تو مجبوراً تمام کو منوا سکتے تھے۔ لیکن اس طرح اصل غرض جو پیدائش سے تھی وہ پوری نہ ہوتی ۔ کیونکہ انسان کو تو خدا تعالیٰ کا مظہر بننے کے لئے پیدا کیا گیا ہے ۔

سوال پھر سچے مذہبوں میں اختلاف کیوں ہے ۔ اگر کہو کہ ان کے اپنے خیالات کا نتیجہ ہے تو خدا تعالیٰ نے ایسی بات کیوں کہی ۔ کہ جس سے لوگوں نے ٹھوکریں کھائیں ؟

جواب خدا کا کلام تو سب سمجھ سکتے ہیں ۔ اس میں اگر کوئی بگاڑ پیدا کرے تو شرارت کے ماتحت ہوگا ۔ باقی جو صحیح مذہب میں اختلاف ہے تو وہ فروعات میں ہے اور وہ خود خدا نے پیدا کیا ہے جیسے آنحضرت صلعم نے فرمایا اختلاف امتی رحمة ۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے :۔ منه اٰیات محکمٰت واخر متشابهات اس کی آیتیں متشابہات اور محکمات دو قسم ہیں یعنی ایسی باتیں بھی ہیں جن کے کئی معانی ہو سکتے ہیں ۔ ہر ایک شخص اپنے علم کے مطابق اور اپنے مذاق کے موافق فائدہ حاصل کر سکتا ہے ۔ تو یہ بجائے اعتراض کے ایک بڑی خوبی ہے ۔ اور اس سے ایک فائدہ یہ ہے کہ امت میں فکر اور غور کی عادت پیدا ہوتی ہے ۔ وہی قرآن ہے جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ سمجھتے ہیں وہ ہمارا تک دوسرے کے فہم کی رسائی نہیں ہر ایک کے لئے اس میں تدریجی ترقی ہے ۔

سوال اگر یہ اختلاف رحمت ہے ۔ تو بعض اختلاف ایسے ہوتے ہیں ۔ کہ انہر آپس میں لٹھ بھی چلتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں لڑائیاں بھی ہوتی ہیں۔ تو ایسا کیوں ہوتا ہے؟

جواب جب اس حد تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ ایک مصلح بھیجدیتا ہے۔ تاکہ وہ درستی کرے۔ جیسے موجودہ زمانہ میں جبکہ اُمت نے اختلاف کو رحمت نہ سمجھا تو خدا تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو بھیجا ؛

سوال ہر مشاہدہ مشاہدہ نہیں ہوتا۔ مثلاً شعبدہ باز ایک شعبدہ دکھاتا ہے۔ لیکن عقل اسکو تسلیم نہیں کرسکتی۔ پھر مجنون کا بھی ایک مشاہدہ ہوتا ہے جو صحیح نہیں ہوتا؟

جواب ہم اس اعتراض کو مان لیتے ہیں۔ لیکن اس بات کو نہیں مان سکتے۔ کہ ہر مشاہدہ قابل اعتبار نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شخص کو ہم نے دیکھا۔ اس سے ہم نے باتیں کیں۔ تو اس مشاہدہ میں کسی قسم کا شک نہیں کیا جا سکتا۔ اور مجنون کا مشاہدہ بھی غلط ہوتا ہے۔ لیکن مجانین کے مشاہدہ میں فرق پڑجاتا ہے۔ ایک مجنون ایک چیز کو کچھ اور دیکھتا ہے۔ دوسرا کچھ اور سمجھتا ہے۔ تیسرا کچھ اور۔ لیکن تمام انبیاءؑ بالاتفاق ایک خدا کہتے چلے آئے ہیں۔ انکے مشاہدے میں کوئی تناقض نہیں

(۳) صفت مجیب جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ خدا دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ پس اگر یہ صفت رنگ دکھاوے۔ تو خدا تعالیٰ کا سمیع و مجیب ہونا ثابت ہو جائیگا کیونکہ دعاؤں کا قبول ہونا اس کا ثبوت ہے۔ مثلاً عبدالرحیم خان صاحبزادہ خان نواب محمد علیخان صاحب کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی شفاعت کا قبول ہونا۔

دعاؤں کی قبولیت کی یہ علامت ہوتی ہے۔ کہ دعا کے ساتھ ایک ایسی بات بھی ہے کہ دعا کرنیوالے کو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ دعا قبول ہو جائیگی۔ پس یہ اتفاق نہیں کہلا سکتا۔ پھر قبل از وقت بھی خدا تعالیٰ خبر دیدیا کرتا ہے کہ یہ بات یوں ہوگی ؛

(۴) صفت حفیظ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ قانون قدرت کے علاوہ کوئی حفیظ ہستی موجود ہے۔ مثلاً نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا غار ثور میں داخل ہونا۔ اور کھوجیوں کا اس غار کے سر پر پہنچنا۔ اور پھر غار کے اندر ان کا نظر نہ کرسکنا۔ اور آنحضرت صلعم کا حضرت ابوبکرؓ کے ڈرنے پر فرمانا لا تحزن ان اللہ معنا صاف بتاتا ہے۔ کہ کوئی ایسی ہستی تھی۔ جو اُن دونو کی حفاظت کر رہی تھی۔ اسی طرح کنور سین کے باپ لالہ بھیم سین سے حضرت مسیح موعودؑ کی دوستی تھی۔ اسی سے آپ کبھی ضرورت پڑتی۔ تو قرض منگوایا کرتے تھے۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں بھی آپنے قرض منگوایا تھا۔ اور آپنے جہلم میں کرم دین کے مقدمہ پر مقدمہ کی پیروی کرنے کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے بیٹے کو تار دیا تھا۔ ایک روز آپ ان کے مکان پر تھے۔ دوسرے سو چکے تھے۔ کہ آپ نے ان کو جگایا اور فرمایا۔ کہ یہاں سونا ٹھیک نہیں ہے۔ اور اس وقت اس مکان سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے لکڑی کو کیڑا کاٹ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپکو وہم ہو گیا ہے آخر پھر سارے سو گئے۔ پھر آپ نے جگایا۔ اور انہیں کہا کہ میرے لئے ہی اتر پڑیں۔ پہلے آپ نے انکو اُتارا۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں۔ کہ یہ میری حفاظت کے لئے بچا ہوا ہے۔ جب وہ سب اُتر گئے۔ تو آپ نے سیڑھی پر پہلا پاؤں رکھا تھا۔ کہ وہ چھت گر پڑی۔ پس یہ خدا تعالیٰ کے حفیظ ہونے کا ثبوت ہے

(۵) صفت خالق

اگر یہ دکھلا دیا جاوے کہ اس خلق کے علاوہ خدا تعالیٰ خلق کرتا ہے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ اس دنیا کے علاوہ کوئی خالق ہستی موجود ہے۔ اس کی مثالیں بہت سی ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ سفر پر تھے۔ تو لوگوں نے آپ کے پاس شدت پیاس کی شکایت کی۔ تو آپ اس جگہ ٹھیر گئے اور آپ نے اور حضرت علی رضؓ کو پانی کی تلاش میں بھیجا۔ تلاش کرتے ہوئے ایک مشرکہ عورت کے پاس پانی کے دو مشکیزے پائے وہ آنحضرت صلعم کے پاس لے آئے۔ حضورؐ نے ایک کھلا برتن منگوا کر اس میں مشکوں کا منہ کھول دیا۔ اور لوگوں کو پانی پینے کے لئے بلایا گیا۔ تو سب نے پانی بھی پیا۔ اور جو انکے پاس مشکیزے اور چھاگلیں وغیرہ تھیں انکو بھی بھر لیا۔ اور باوجود اس کے عورت کے مشکیزے پہلے سے بھی زیادہ بھرے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ اسی واقعہ پر وہ عورت اور اسکی جماعت ایمان لے آئی۔ اگر کوئی کہے۔ کہ یہ بعد میں حدیثوں والوں نے قصہ کے طور پر بنا لیا ہے تو ہم کہتے ہیں اس کی تازہ مثالیں بھی موجود ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح موعودؑ کا کشف جس میں آپکے کُرتے اور میاں عبداللہ صاحب سنوری کی ٹوپی پر سرخی کے چھینٹے پڑے۔ اسی طرح میں نے ایک دن رؤیا میں دیکھا کہ مجھے کسی نے مُشک دیا ہے۔ میں نے اسے منہ میں ڈالا۔ جب میں اُٹھا تو اس کی مجھے خوشبو آتی تھی۔ میں نے اپنے گھر والوں کو جگایا۔ تو انہوں نے بھی کہا کہ آپ کے مُنہ سے مُشک کی خوشبو آتی ہے ؂

صفت شافی

اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ ایسے طریق پر یا ایسے مریض اچھے ہو جاتے ہیں جس طریق پر مریض یا ویسے مریض اچھے نہیں ہوا کرتے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ اس دنیا کے علاوہ کوئی شافی ہستی موجود ہے۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خیبر کے دن حضرت علیؓ کی سخت بیمار آنکھوں کا اچھا کرنا اور اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں عبدالکریم طالب علم کو دیوانے کُتے کا کاٹنا۔ اور کسولی سے واپس آنے پر۔ پھر دیوانگی کے آثار ظاہر ہونے۔ اور کسولی سے تار کا جواب آنا۔ کہ افسوس اب عبدالکریم کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ کا اسکے لئے دعا کرنا۔ اور اس کا شفا پانا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ اس دنیا کے علاوہ کوئی شافی ہستی موجود ہے؛

صفت علیم اگر یہ بھی ثابت ہو جائے۔ کہ علم غیب کی خبریں اسکی طرف بلانیوالے دیتے ہیں۔ اور وہ پوری ہوتی ہیں۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ کوئی عالم الغیب ہستی موجود ہے۔ اگر کہو کہ وہ رسول اپنے پاس سے باتیں بناتے ہیں۔ اور کوئی انہیں نہیں بتاتا تو یہ غلط ہے کیونکہ علم غیب کا معلوم ہونا ایک کمال ہے اگر ایسا ہوتا۔ تو وہ اُسے اپنی طرف منسوب کرتے لیکن وہ تو ایک اور ہستی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور بغیر اجر کے سب کچھ کرتے ہیں پس خدا کے رسول بتاتے ہیں۔ کہ وہ علیم ہے۔ مثلاً حضرت مسیح موعودؑ نے روس کی تباہی کی خبر دی اور فرمایا:-

”زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار“

اسی طرح میرا واقعہ ہے۔ پچھلے سال ایک ڈاکٹر لڑکے کے متعلق جس کا نام مطلوب خان تھا اور بغداد میں فوج میں بھرتی تھا۔ خبر آئی۔ کہ وہ مارا گیا ہے۔ لیکن میرے دل میں یہ بات پڑی۔ کہ کاش وہ نہ مرتا۔ اس کے بعد میں نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ مطلوب خان تو آگیا ہے۔ اور وہ تو زندہ ہے۔ چند دن کے بعد اس کی زندگی کا تار آگیا؛

پھر ایک اقتداری علم ہوتا ہے۔ جیسے قرآن مجید کی تحدی۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی کتب کے متعلق تحدی ہے؛

مخالف کا پہلو بدلنا اس کے بعد مخالف اس طرف سے ہٹ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ اچھا ہمیں اس علم قدرت خلق کا مشاہدہ کرادو۔ مثلاً دیو سماجی ایک مثال دیتے ہیں۔ کہ ہم ایک جیبی گھڑی بند کر کے رکھ دیتے ہیں۔ اس کو چلوا کے دکھا دو۔

جواب حضرت مسیح موعود سے عیسائیوں نے بھی کہا کہ ہم ایک خط لکھتے ہیں۔ آپ ہمیں اس خط کا مضمون بتا دیں تو آپ نے فرمایا۔ کہ اچھا میں بتا دونگا لیکن یہ شرط کرو کہ تم اسی وقت اسلام لے آؤ گے۔ (۲) سوال ہر ایک کی شخصیت کے مطابق ہوتا ہے مثلاً ایک اپنے سے بالا مرتبہ والے سے سوال کرتا ہے۔ تو اس کے طریق پر ہوگا۔ اور اگر اپنے سے کم درجے والے سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوال کرنا ہے تو اسکے آگے۔ اور طریق سے سوال کیا جائیگا۔ پس ... جب خدا تعالیٰ سے جو سب سے شان میں بڑھکر ہے۔ سوال ہوگا۔ تو وہ سوال علم کی زیادتی کیلئے اور ادب سے ہوگا۔ مثلاً دو شخص لڑتے ہوں۔ کہ آیا بادشاہ سوار ہے یا نہیں۔ تو اگر ان میں فیصلہ نہ ہو۔ تو وہ شخص جو دریافت کرنا چاہتا ہے۔ وہ پہلے ارد گرد کے لوگوں سے پوچھیگا۔ جب ان سے پتہ نہیں ملیگا۔ تو پھر بادشاہ سے یا تو پوچھیگا نہیں یا کسی ایسے موقعہ کا انتظار کریگا اور ادب سے دریافت کریگا۔ یہ نہیں ہوگا کہ وہ کہے کہ آپ میرے سامنے سوار ہوں تو میں مان سکتا ہوں ورنہ نہیں ٭

سوال بادشاہ تو ہماری ہر ایک خواہش کو پوری نہیں کر سکتا۔ لیکن خدا تو کر سکتا ہے پھر ہم اس سے اپنی خواہش کے مطابق کیوں سوال نہ کریں ؟

جواب ایسا سوال کرنا تو ادب و احترام کے خلاف ہے۔ دوسرے اس طرح فیصلہ بھی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً جرمن کہے۔ کہ ہم خدا کو نہیں مان سکتے۔ جبتک خدا ہمیں فتح نہ دے اور اہل روس کہیں۔ کہ ہم خدا کے قائل نہیں ہو سکتے۔ جبتک ہم فاتح نہ ہوں۔ تو اس طرح آدھی دنیا تو خدا کی منکر ہی رہنی چاہیئے۔ پس اصل طریق یہی ہے۔ کہ نشان ہوتے ہیں۔ اور مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اسی طریق پر جو مقررہ ہیں۔

اعتراض یہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ دنیا میں اخلاق خدا کی طرف سے ہوتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں کیونکہ جو خدا کو ماننے والے ہیں۔ وہ زیادہ بداخلاق ہیں۔ لیکن جو خدا نہیں مانتے۔ ان کے اچھے اخلاق ہیں۔ دیوسماجی یہی اعتراض پیش کرتے رہتے ہیں ؟

جواب اخلاق کی خرابی خدا کو ماننے کی مستلزم نہیں۔ بلکہ عدم ایمان کا نتیجہ ہے۔ خدا کو ماننے والے اور اس کے وجود کو منوالے والے تمام دنیا کو فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ کا چیلنج دیتے ہیں۔ دوسرے دیوسماجیوں کا بہت کم جرم کرنا اس وجہ سے ہے۔ کہ انہوں نے فارم رکھا ہے۔ کہ اپنے میں اسی کو شامل کرتے ہیں۔ جو مقررہ گناہ چھوڑ چکا ہو۔ تو یہ کوئی ان کی خوبی نہیں کہلا سکتی۔ اسی طرح فوج میں بھرتی ہونے کے لئے چھاتی کا ۳۴ انچ ہونا شرط رکھی ہے تو کوئی کہے کہ فلاں فوج بہت اچھی ہے کہ اس میں تمام کی چھاتیاں ۳۴ انچ کی ہیں۔ پس یہ کوئی خوبی نہیں۔ بلکہ انہوں نے تو بھرتی میں لیا ہی اسکو تھا جس کی چھاتی ۳۴ انچ چوڑی تھی۔ یا اسی طرح ہسپتال کو دیکھ کر کوئی کہے۔ کہ یہ اچھا ہسپتال ہے۔ کوئی اس میں کانا ہے کوئی لنگڑا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی مسلول ہے کوئی کچھ۔ تو ہم کہینگے کہ ہسپتال بنایا ہی اسی لئے گیا ہے۔ پس دیو سماجیوں کو اچھا مان بھی لیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ انبیاء ڈاکٹروں کی طرح ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کا علاج کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے ہسپتال میں کئی قسم کے مریض ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ شفا پاتے ہیں؟

تیسرے دیو سماجیوں میں جو جھگڑے اور فساد ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے جو کتابوں میں گندی باتیں لکھی ہیں۔ انکو دیکھ کر انسان کا انکی کتابوں کو پڑھنے کو بھی دل نہیں چاہتا :

سوال اگر خدا کو مان لیں۔ تو اخلاق کے معیار گر جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا کو ماننے والا ڈر سے کریگا۔ اور نہ ماننے والا نیکی سمجھ کر۔ اور اخلاق میں اعلیٰ بات دوسری ہے؟

پہلا جواب نیکی بدی تو خدا تعالیٰ کے کہنے پر ہے۔ اگر تم خدا کو نہیں مانتے۔ تو بتاؤ نیکی بدی کیا ہے :

نیکی و بدی کی تعریف محققین یورپ نے لکھا ہے کہ جو سب سے زیادہ خوشی پیدا کرے وہ نیکی اور جو اتنی پیدا نہ کرے۔ وہ بدی ہے۔ پھر اس پر سوال ہوا۔ کہ بعض کو تو ڈاکے مارنے میں خوشی ہے۔ لیکن نتیجہ اس کا آخر سُولی ہوتا ہے۔ تو کیا یہ نیکی ہوگی۔ پھر انہوں نے یہ تعریف کی کہ جس کام میں سب سے زیادہ نفع پہنچے۔ وہ نیکی اور باقی بدی۔ تو اس سے یہ ثابت ہوگا۔ کہ اگر کسی کا مال لے لینے سے نفع پہنچے تو وہ بھی نیکی ہوگی۔ اسکے بعد انہوں نے تیسری تعریف کی۔ کہ نیکی اسکو کہتے ہیں جس میں سب سے زیادہ نفع اپنے آپکو پہنچے۔ اور بدی وہ جسمیں ضرر پہنچے تو اس سے ثابت ہوا۔ کہ اپنے نفس کے لئے نیکی کی جاتی ہے :

پھر ایک یورپ کا فلاسفر کہتا ہے۔ کہ نیکی فرض ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ فرض کس نے کیا ہے۔ نیکی تو دہریہ بھی اپنے لئے کرتا ہے۔ اور بدی سے رُکتا ہے۔ پس کوئی ہستی فرض کرنے والی ماننی پڑیگی :

دوسرا جواب جو تم نے مومن کا مقام سمجھا ہے۔ وہ صحیح نہیں۔ مومن ڈر کی وجہ سے نہیں کرتا بلکہ اس لئے کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے کہا ہے۔ کہ تم یہ کام کرو۔ اور رُکتا ہے تو اسی لئے کہ خدا نے فرمایا :

تیسرا جواب عذاب یا ثواب کو مدّنظر رکھ کر عبادت کرنا۔ ایک بہت ادنیٰ درجہ ہے۔ جو محض ثواب کے لئے عبادت کرتا ہے۔ اہل اسلام تو اسے بھی مشرک خفی قرار دیتے ہیں :

چوتھا جواب مومن جنّت کے حاصل کرنے کے لئے عبادت نہیں کرتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے پہلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احسانوں کی وجہ سے جو اس نے اپنی صفت ربوبیّت اور رحمانیت کے ماتحت اس پر کیئے ہیں شکریہ کے طور پر عبادت بجالاتا ہے ؎

پانچواں جواب پوری نیکی خدا کا ماننے والا ہی کر سکتا ہے۔ دوسرا نہیں۔ جیسے پہلے بتایا جاچکا ہے۔ کہ بعض نیکیاں ایسی بھی ہیں۔ جن سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ملتا ؎

سوال مشاہدہ ہے۔ کہ چھوٹی چیز کو بڑی چیز پر قربان کیا جاتا ہے نہ بڑی کو چھوٹی پر۔ اور ایسا ہی چاہیئے۔ پس اگر خدا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ مچھر کے کاٹنے سے ملیریا ہو جاتا ہے۔ جس سے انسان مر جاتا ہے ؟

جواب خدا تعالیٰ نے اعلیٰ کو ادنیٰ پر قربان نہیں کیا۔ بلکہ انسان کو ایک حالت سے دوسری حالت میں لیجانے کیلئے اسباب سے کام لیا ہے۔ تا وہ اعلیٰ طرف لیجایا جائے ؎

سوال قرآن مجید اگر خدا تعالیٰ کی کتاب ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اس میں شرک کا تو ذکر ہے۔ دہریّت کا ذکر نہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ قرآن مجید آنحضرت صلعم نے بنایا۔ اور آپکے سامنے چونکہ مشرک لوگ تھے۔ اس لئے شرک کا رد کر دیا۔ اور دہریّت کا آپکو علم نہیں تھا۔ اس لئے اس کا ذکر نہ کیا۔ اگر خدا تعالیٰ نے بنایا ہوتا تو دہریّت کا ذکر ہوتا ؟

جواب آنحضرت صلعم کو دہریّت کا علم تھا۔ جیسے حدیث میں آتا ہے۔ کہ آپنے فرمایا۔ کہ میری اُمت سے ایک قوم ایسی ہوگی۔ جو یہ کہے گی۔ کہ اگر ہمارا خالق خدا ہے۔ تو خدا کا کون خالق ہے دوسری بات یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کا اگر ایک حرف بھی خدا تعالیٰ کا کلام ثابت ہو جائے۔ تو ذات باری تعالیٰ کا ثبوت ہو جائیگا۔ لیکن ایک ہونا ثابت نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے شرک کا علیحدہ ذکر کیا تا خدا تعالیٰ کا ایک ہونا ثابت ہو جائے ؎

سوال اب سوال ہوتا ہے مانا کہ خدا ہے۔ تو اس کو ذہن میں کیسے لایا جائے اس کے لئے کوئی نام ہونا چاہیئے ؎

جواب اسلام میں اس کا نام اللہ ہے۔ عجیب بات ہے۔ کہ سوائے اسلام کے اور کسی مذہب میں اس کا نام نہیں ہے۔ مثلاً ہندوؤں میں پرمیشور جو پرم ایشور سے مرکب اور پرماتما جو پرم آتما سے مرکب ہے۔ جسکے معنی دنیا کا ایک بڑا حصہ کہتے ہیں۔ اسی طرح زرتشتیوں میں جو خدا کا نام ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ جتنے معنی ہو سکتے ہوں۔ اتنی ہی اس کی صفات ہیں۔ اسی طرح یہودیوں میں یہوواہ کا لفظ ہے۔ جسکے معنی تحقیقات کے بعد ھوی یٰھوی کے گر بولا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیئے گئے ہیں۔ میرے نزدیک یہ یا ہو ہے۔ جس آدمی کا نام معلوم نہیں ہوتا اُسے اوہ۔ اوہ کہتے ہیں۔ اسی طرح انکو بھی نام معلوم نہیں تھا۔ وہ یا ہو یا ہو کہتے تھے۔ پس یہ بھی اسم ذات نہ ہوا۔ وہ لوگ اس نام کا بڑا احترام کرتے تھے۔ اور اسے بڑا نام سمجھتے تھے۔ اور اسے پوشیدہ رکھتے تھے۔ اور علماء ہی خاص خاص اوقات میں لیتے تھے۔ اور اگر اسکے سوا زبان پر لائے تو سمجھتے تھے۔ کہ اسپر غضب نازل ہوتا ہے۔ اور برکت کے طور پر اسے لیا جاتا تھا۔ جب مصریوں نے دیکھا۔ کہ شامی ہر دفعہ فتح پاتے ہیں۔ تو انہوں نے اس نام کو جادو قرار دیدیا۔ پھر مسلمانوں نے بھی یہود سے یہ بات لی۔ اور اسے اسم اعظم قرار دیا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنا نام اللہ بتا دیا جو اسم اعظم ہے۔ یہ چھپانیوالا نہیں۔ بلکہ پھیلانیوالا ہے۔ بعض غلطی سے اسے الٰہ سے مشتق قرار دیتے ہیں۔ عربی قواعد کے لحاظ سے یہ بالکل غلط ہے۔

(۱) کیونکہ عرب لوگ بتوں پر اللہ کا لفظ نہیں بولتے تھے۔ بلکہ الٰہ کہتے تھے۔ اور الالٰہ بھی کہتے تھے۔

(۲) پھر اگر ال کو زائد مانا جائے۔ تو ال والے کو عربی میں یا یھا کے ساتھ ندا کر سکتے ہیں جیسے یا یھا الرجل لیکن یا یھا اللہ نہیں کہہ سکتے۔

(۳) قرآن میں اس کے نام پر صفات لائی گئی ہیں۔

شہاب ثاقب

پروفیسر ایلی رس Eli Rhas زمین کے اندرونے کی بحث کی اثناء میں لکھتے ہیں۔ کہ شہاب اصل میں دوسرے ستاروں کے ٹکڑے ہیں جو ہماری زمین کے اردگرد کی فضا میں سے گذرتے ہوئے مشتعل ہو جاتے ہیں۔ پھر یا تو جلکر فنا ہو جاتے ہیں۔ یا شہاب ثاقب کی صورت میں زمین پر گر پڑتے ہیں۔ ان کا خیال ہے۔ کہ یہ شہاب ثاقب دوسری دنیاؤں کے پیغامبر ہوتے ہیں اور علم کیمیا والوں نے اس امر کا ثبوت دیا ہے۔ کہ ان کے اجزاء وہی ہوتے ہیں جو زمین کے اوپر کے چھلکے پائے جاتے ہیں۔ لیکن ایک فرق ضرور ہے۔ وہ علم طبقات الارض کے جاننے والوں کو علم ہے۔ کہ ہماری زمینی چٹانوں کا نصف حصہ ½ آکسیجن ہوں ہے اور ایک ¼ چوتھائی چقماقی حصہ۔ لیکن ان گرنے والے ستاروں میں ان اشیاء کی نسبت بہت کم ہوتی ہے۔ ان میں جو اشیاء کثرت سے پائی جاتی ہیں وہ لوہا۔ نکل۔ کرومی ام۔ کوبالٹ مینگانیز۔ گندھک۔ اور فاسفورس جن کے دھاتیں یا تو ملی ہوئی حالتیں یا بالکل علیحدہ ملتی ہیں۔

(محمد الدین بی اے علیگ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(حدیث لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی)

الحدیث مؤرخہ ۱۰ فروری ۱۹۲۲ء صفحہ ۹۲۸ میں ایک مضمون بعنوان "بابیوں اور مرزائیوں کے ڈھکوسلے" شائع ہوا ہے۔ نامہ نگار نے پہلے تو سید مصطفٰے بہائی کی ایک کتاب کا حوالہ دیا ہے۔ بعدہٗ حضرت مسیح موعودؑ کی ایک کتاب اور پھر علماء احمدیہ کی کتب کا حوالہ دیکر لکھا ہے۔ کہ ان سب علماء نے اپنی اپنی کتاب میں ایک روایت کتاب الیواقیت والجواہر (مصنفہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے بدیں الفاظ لکھی ہے

"لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین ما وسعھما الا اتباعی"

یعنی اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے۔ تو انکو بغیر میری اطاعت کے کوئی چارہ نہ ہوتا۔

پھر الیواقیت والجواہر اور فتوحات مکیہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:-

"دیکھیئے اس جگہ (فتوحات مکیہ میں) صرف حضرت موسیٰؑ کا ذکر ہے عیسیٰ کا نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ الیواقیت والجواہر جلد ۲ کے صفحہ ۲۱۹ و ۲۲۰ پر لفظ عیسیٰ کا غلطی سے لکھا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ فرقہ بابیہ بہائیہ نے زیادہ کر دیا ہے۔ کیونکہ مصطفٰے بابی حلبی نے مصر کے مشہور و معروف مطبع میمنہ نامی میں اس کو چھاپا ہے۔ میں دعوٰی سے کہتا ہوں۔ کہ حدیث کی کسی کتاب میں یہ روایت نہیں پائی جاتی۔ اور نہ ہی اہل بہاء اور مرزائی صاحبان حدیث کی کتاب سے یہ روایت دکھلا سکتے ہیں۔ اور نہ اس روایت کی سند اور صحابی کا نام بتلا سکتے ہیں"

مذکورہ بالا اعتراض کے جواب کے لئے مندرجہ ذیل امور قابل غور ہیں:-

(۱) کیا کتاب الیواقیت والجواہر اور فتوحات مکیہ کی عبارت میں اختلاف ہے؟

(۲) اگر اختلاف ہے تو وہ مصنف کی طرف سے ہے یا کسی اور نے دست اندازی کی ہے؟

(۳) کیا الیواقیت والجواہر مطبع میمنہ میں ہی چھپی ہے؟

(۴) کیا علماء احمدیہ اسی کتاب سے ہی اس حدیث کو پیش کرتے ہیں یا کسی اور کتاب سے بھی؟

(۵) اگر کسی اور کتاب سے بھی پیش کرتے ہوں۔ تو آیا یہ وہم تو نہیں ہو سکتا کہ وہ الیواقیت والجواہر سے نقل کیگئی ہو؟

(۶) کیا ہر حدیث کے لئے سند کا بتانا ضروری ہے؟

پہلی اور دوسری بات کے جواب میں واضح ہو۔ کہ الیواقیت والجواہر اور فتوحات مکیہ کی عبارت میں اختلاف ہے۔ اور صرف عیسیٰ کے لفظ میں ہی نہیں۔ بلکہ بہت سے الفاظ میں اختلاف ہے جیسے دو نو عبارتوں پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ وہ دونوں عبارتیں ناظرین کی سہولت کے لئے لکھدیتے ہیں۔ الیواقیت الجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے :-

"وقال فی الباب العاشرین الفتوحات فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم أنا سید ولد آدم ولا فخر اِنما کان صلی اللہ علیہ وسلم سید ولد آدم لِاَنّ جمیع الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نوّاب لہ صلی اللہ علیہ وسلم کما اَبَانَ عن ذالک حدیث لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیّین ما وسعہما اِلّا اتّباعی وصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذالک فانہ لو کان موجوداً بجسمہ من لدن آدم الیٰ زمان وجودہ لکان جمیع بنی آدم تحت شریعتہ حِسًّا ولہٰذا لم یبعث نبی الی الناس عامۃ اِلّا ہو خاصۃ فجمیع شرائع الانبیاء ہی بالحقیقۃ شرعہ صلی اللہ علیہ وسلم"

اب فتوحات مکیہ جلد اوّل باب ۱۰ صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰ پر یہ عبارت ہے :-

"اِعلم اَیّدک اللہ اَنّہ قد ورد فی الخبر اَنّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انا سید ولد آدم ولا فخر وفی صحیح مسلم انا سید الناس یوم القیامۃ فثبت لہ السیادۃ والشرف علیٰ ابناء جنسہ ..... فکانت الانبیاء فی العالم نوّابہ صلی اللہ علیہ وسلم من آدم الیٰ آخر الرسل وہو عیسیٰ علیہ السلام وقد اَبَانَ صلی اللہ علیہ وسلم عن ہذا المقام باُمور منہا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لو کان موسیٰ حیًّا ما وسعہ اِلّا اَن یتّبعنی وقولہ فی نزول عیسیٰ ابن مریم فی آخر الزمان اَنّہ یؤمّنا ای یحکم فینا بسنۃ نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم ویکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ولو کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم بُعث فی زمان آدم لکانت الانبیاء وجمیع الناس تحت حکم شریعتہ الیٰ یوم القیامۃ حِسًّا"

اب دونوں عبارتوں کے پڑھنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ دونوں عبارتوں میں کس قدر لفظی اختلاف ہے، کیا باقی الفاظ بھی بہائیوں نے تبدیل کر دیئے ہیں۔ سُنیئے اور غور سے سُنیئے۔ اور اِنّ بعض الظنّ اثمٌ الآیۃ آیت کی تلاوت فرماتے ہوئے اور حدیث اِنّ الظنّ اکذب الحدیث کو یاد میں لاتے ہوئے سُنیئے۔ عیسیٰ کا لفظ بہائی فرقہ نے زائد نہیں کیا اور نہ ہی اس کا آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ یہ لفظ خود امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے زائد کیا ہے۔ اور انہوں نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے۔ کہ میں بعض قول شیخ محی الدین ابن عربی کی طرف منسوب کرونگا۔ بحالیکہ بعض دفعہ اپنی طرف سے بھی زائد کرونگا جیسے کہ آپ لکھتے ہیں:-

فَمَنْ شَكَّ فِيْ قَوْلٍ اَضَفْتُهُ اِلَيْهِ وَعَجِزَ عَنْ فَهْمِهٖ وَتَاْوِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ فِيْ مَحَلِّهٖ مِنَ الْاَصْلِ الَّذِيْ اَضَفْتُهُ اِلَيْهِ فَرُبَّمَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ تَحْرِيْفًا مِّنِّيْ " (الیواقیت الجواہر جلد اول صـــ)

پس جو شخص کسی قول میں جس کو میں نے شیخ محی الدین ابن عربی کی طرف منسوب کیا ہے۔ شک کرے۔ اور اس کے سمجھنے اور تاویل کرنے سے قاصر ہو۔ تو وہ اصل مقام جس سے میں نے اس کی طرف قول منسوب کیا ہے دیکھ لے کیونکہ اکثر دفعہ میری طرف سے اس میں تبدیلی ہوگی۔ پس یہ کہنا کہ چونکہ فتوحات مکیہ کے دسویں باب میں "عیسیٰ" کا لفظ نہیں ہے۔ لہٰذا بہائیوں نے اپنی طرف سے یہ لفظ بڑھا دیا ہے۔ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا قول سے مردود ہے۔

تیسری بات کا جواب - جس کتاب کا ہم نے حوالہ دیا ہے۔ وہ کتاب مطبع میمنہ کی چھپی ہوئی نہیں بلکہ وہ مطبع ازہریہ کی چھپی ہوئی ہے۔ چنانچہ اسکے آخری صفحہ پر لکھا ہے:-

" قَدْ تَمَّ طَبْعًا وَحُسْنَ اُسْلُوْبًا وَوَضْعًا بِالْمَطْبَعَةِ الْاَزْهَرِيَّةِ الْمِصْرِيَّةِ مَشْمُوْلًا بِاِدَارَةِ ذِي الشِّيَمِ الزَّكِيَّةِ حَضْرَةِ الْفَاضِلِ السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ رَمَضَانَ اَحَدُ ذَوِيْ اِدَارَتِهَا اَحَدُ اَنِ الْفَضَائِلِ وَمَعَادِنِ الْعِرْفَانِ وَذَالِكَ فِيْ اَوَاخِرِ ثَانِي الرَّبِيْعَيْنِ عَامَ خَمْسَةٍ وَثَلٰثِمِائَةٍ وَاَلْفٍ مِنْ هِجْرَةِ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "

کتاب الیواقیت والجواہر خوش اسلوبی سے مصر کے مطبع ازہریہ میں باہتمام حضرت فاضل سید محمد رمضان ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ کے آخری ایام میں طبع ہوئی۔ اور اس کتاب کے ٹائٹل پیج.... پر لکھا ہے کہ یہ پہلا ایڈیشن ہے اور مصطفےٰ بابی حلبی کا اس کتاب میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

چوتھی بات کا جواب - پھر یہ حدیث ہم صرف الیواقیت والجواہر سے ہی پیش نہیں کرتے بلکہ اور بھی کتابوں سے پیش کرتے ہیں۔ مثلاً (۱) تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے:-

وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ مَا حَلَّ لَهٗ اِلَّا اَنْ يَّتَّبِعَنِيْ وَفِيْ بَعْضِ الْاَحَادِيْثِ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَوْ کَانَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی حَیَّیْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا اِلَّا اتِّبَاعِیْ "

(۲) ترجمان القرآن صفحہ ۶۰ و ۶۱ مطبوعہ لاہور مصنفہ نواب صدیق حسن خانصاحب والئے ریاست بھوپال میں لکھا ہے:-

"حدیث جابر میں مرفوعاً آیا ہے۔ مت پوچھو اہل کتاب سے کچھ وہ تم کو کیا خاک ہدایت کرینگے۔ جبکہ خود گمراہ ہو گئے ہیں۔ تم یا تو باطل کی تصدیق کروگے یا سچ کو جھٹلاؤ گے۔ واللہ حال یہ ہے کہ اگر موسیٰ درمیان تمہارے زندہ ہوتے۔ تو انکو سوائے اسکے کہ میری پیروی کریں کچھ روا نہ ہوتا۔ بعض احادیث میں یوں آیا ہے۔ لَوْ کَانَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی حَیَّیْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا اِلَّا اتِّبَاعِیْ معلوم ہوا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں قیامت تک"

(۳) پھر یہ حدیث مدارج السالکین قلمی مصنفہ امام بن قیم جلد ۲ صفحہ ۳۱۳

(۴) اور اسی طرح شرح مواہب اللدنیہ زرقانی جلد ۶ صفحہ ۵۴ میں آئی ہے۔

پانچویں بات کا جواب۔ اگر کہو کہ الیواقیت والجواہر میں بہائیوں نے اپنی طرف سے "عیسیٰ" کا لفظ بڑھا دیا ہے۔ تو اس کے ثبوت میں الیواقیت والجواہر کے چھپنے کے وقت کی کوئی تردید پیش کرو جسمیں یہ لکھا ہو۔ کہ اس میں لفظ "عیسیٰ" بڑھا دیا گیا ہے۔ دراصل اس میں نہیں تھا۔ کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ علماء امام عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب سے محروم ہوں اور اس کا دنیا میں بہائیوں کے پاس ہی ایک نسخہ ہو اور کسی کے پاس نہ ہو؛

اور یہ وہم نہیں ہو سکتا کہ تفسیر ابن کثیر اور ترجمان القرآن وغیرہ میں الیواقیت سے نقل کیا گیا ہو۔ کیونکہ وہ الیواقیت کے طبع ہونے سے پہلے کی چھپی ہوئی ہیں۔ مثلاً تفسیر ابن کثیر مطبع کبریہ بولاق مصر المحمیہ برحاشیہ فتح البیان ۱۳۰۱ھ میں شائع ہوئی ہے۔ اور ترجمان القرآن مطبع صدیقی لاہور میں ۱۳۰۲ھ میں شائع ہوئی ہے۔ چنانچہ اس جلد میں سورۂ آل عمران کی تفسیر کے خاتمہ پر لکھا ہے:-

"تمام ہوئی تفسیر زہراوین کی روز پنجشنبہ ہفتم ذیحجہ ۱۳۰۲ھ کو وقت نواخت سواٹھ ساعت روز کے" (ترجمان القرآن صفحہ ۶۵۴)

پس یہ شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ تفسیر ابن کثیر میں الیواقیت والجواہر سے نقل کیا گیا ہو۔ کیونکہ الیواقیت ۱۳۰۵ھ میں اور تفسیر ابن کثیر ۱۳۰۱ھ میں شائع ہوئیں۔ اگر کہو کہ تفسیر ابن کثیر میں بھی بہائیوں کا دخل ہے تو اس کا بھی کوئی ایسا نسخہ پیش کرو جس میں "عیسیٰ" کا لفظ نہ ہو؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چھٹی بات کا جواب - ہر ایک حدیث کے صحیح ہونیکے لئے ضروری نہیں ہے کہ انکی سند بھی معلوم ہو بلکہ بعض ایسی بھی حدیثیں ہیں جن کی کوئی سند نہیں پائی جاتی - اور وہ اصول حدیث میں از قبیل "مشہور" شمار کی جاتی ہیں -

جیسے شیخ شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی مصنف فتح الباری شرح بخاری اپنی کتاب شرح نخبۃ الفکر میں تحریر فرماتے ہیں :-

"ثُمَّ الْمَشْهُوْرُ یُطْلَقُ عَلٰی مَا حَرَّرْنَا وَ عَلٰی مَا اشْتَهَرَ عَلَی الْاَلْسِنَۃِ فَیَشْمَلُ مَالَہٗ اِسْنَادٌ وَاحِدٌ فَصَاعِدًا بَلْ مَالَا یُوْجَدُ لَہٗ اِسْنَادٌ اَصْلًا -

(شرح نخبۃ الفکر مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۴)

پھر مشہور حدیث کا اطلاق ایک تو اسپر کیا جاتا ہے جو ہم پہلے تحریر میں لا چکے ہیں اور اسپر بھی کیا جاتا ہے کہ جو حدیثیں زبانوں پر مشہور ہوں یعنی زبان زد خلائق ہوں - تو اس تعریف کے لحاظ سے مشہور حدیث نہ صرف ان احادیث کو کہا جائے گا جو ایک سند سے آئی ہیں یا زیادہ سے - بلکہ ان کو بھی جن کی بالکل کوئی سند نہیں پائی جاتی - علامہ ابو الحسن بن محمد صادق السندی المدنی اپنی کتاب بَہْجَۃُ النَّظَرِ عَلٰی شَرْحِ نُخْبَۃِ الْفِکَرِ میں اس قول کے ماتحت لکھتے ہیں :-

وَمِثَالُ مَالَا اِسْنَادَ لَہٗ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ قَالَہُ اللِّقَانِیْ

لقانی کا قول ہے کہ ایسی حدیث کی مثال جسکی اصلاً کوئی سند نہیں اور مشہور ہے - حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ہے -

پس جبکہ امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن قیم - جیسے امام اور حافظ ابن کثیر جیسے مفسر اُسے حدیث قرار دیتے ہیں - اور پھر یہ بھی نہیں کہ قرآن مجید اسکے خلاف ہو - یا اصول حدیث اُسے ردّ کرتے ہوں - ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرح نہیں ہیں کہ جو ناقل حدیث اور واضع حدیث میں بھی فرق نہیں سمجھ سکتے - ہم اتنے بڑے اماموں کو جھوٹی حدیثیں لکھنے والے قرار نہیں دینگے - ہاں ایسی احادیث کے پرکھنے کا معیار قرآن مجید ہے - اگر قرآن مجید کسی حدیث کے معارض ہو تو قرآن مجید کے مقابلے میں اس حدیث کو چھوڑ دیا جائیگا - اور یہ حدیث ہمارے اصل دعویٰ کی بنا نہیں ہے - بلکہ اصل دعویٰ کہ مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں - قرآن مجید سے ثابت ہے اور یہ بطور تائید کے ہم پیش کرتے ہیں - اور آپکو یہ وہم نہیں کرنا چاہیئے کہ اگر یہ حدیث فی الواقعہ صحیح ہوتی تو امام عبد الوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن کثیر وغیرہ کو وفات مسیح کا قائل ہونا چاہیئے تھا - کیونکہ وہ اس حدیث سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وفات مسیح کو ثابت نہیں کرتے۔ بلکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور آپکے خاتم النبیین ہونیکی تائید میں لائے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے ہمیں اس کے معنی یہ سمجھائے کہ اس سے وفات مسیح ثابت ہے جیسے کہ پہلے اکثر مفسرین قرآن مجید کی ایسی آیات کو جن سے صراحۃً وفات مسیح ثابت ہوتی تھی۔ ظاہر سے پھیر کر حیات مسیح ہی کے عقیدہ پر قائم رہے لیکن مسیح موعودؑ نے آکر ان آیات سے روز روشن کی طرح وفات مسیح کو ثابت کردیا۔ وللہ الحمد اولاً و آخراً و ظاھراً و باطناً وھو بکل شیءٍ علیم۔ ابو الشاء جلال الدین شمس مولوی فاضل (سیکھوانی)

کتاب الاسماء والصفات میں نزل ابن مریم کیساتھ من السماء کا لفظ بھی ہے

مولوی ثناء اللہ اپنے مباحثات میں جو انکو وقتاً فوقتاً احمدی علماء سے کرنے پڑتے ہیں حضرت عیسیٰؑ کے آسمان سے نازل ہونیکے ثبوت میں بیہقی کتاب الاسماء والصفات صفحہ ۳۰۱ سے مندرجہ ذیل حدیث پیش کیا کرتے ہیں :۔

" اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَبْدُ اللّٰہِ الْحَافِظُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرٍ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاھِیْمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اللَّیْثُ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰی اَبِیْ قَتَادَۃَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ اِنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ مِنَ السَّمَاءِ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فِی الصَّحِیْحِ عَنْ یَحْیَی ابْنِ بُکَیْرٍ وَاَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ مِنْ وَجْہٍ اٰخَرَ عَنْ یُوْنُسَ "

سند کو چھوڑ کر ترجمہ یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں ابن مریم آسمان سے اتریگا۔ اس حالت میں کہ وہ تم سے تمہارا امام ہوگا اسکو امام بخاری نے اپنی صحیح (یعنی کتاب بخاری) میں یحییٰ بن بکیر سے روایت کیا ہے اور امام مسلم نے دوسرے طریقہ سے یونس سے تخریج کی ہے +

مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ حدیث مالیر کوٹلہ کے مباحثہ میں بھی پیش کی تھی لیکن رواہ البخاری سے لیکر "عن یونس" تک باوجود بار بار مطالبہ کرنے کے پڑھنے سے ہچکچاتے تھے اور آخر پڑھنے سے انکار ہی کردیا تھا۔ اسکے بعد آپنے بھی اہلحدیث میں ایک مضمون لکھا کہ بیہقی مستند کتاب ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مخرج نہیں۔ اسلئے یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ روایت اس نے بخاری سے نقل کی ہو بلکہ وہ خود علیحدہ مستقل طور پر یہ حدیث لائے ہیں جس میں من السماء کا لفظ ہے :۔

ذیل میں ہم پہلے تو اس روایت کا بخاری اور مسلم سے تعلق بتاتے ہیں اور پھر ایک ایسا حوالہ درج کرتے ہیں۔ کہ جس سے صاف ثابت ہو جائیگا۔ کہ بیھقی کی روایت میں بھی من السماء کا لفظ نہیں تھا اور یہ زائد کیا گیا ہے :۔

اوّل یہ دیکھنا ہے کہ رواہ البخاری میں ھو کی ضمیر کس طرف جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سارے قول کی طرف پھرتی ہے جب راوی کا مرجع وہی الفاظ حدیث ہیں تو اگر بخاری میں من السماء کا لفظ نہ ہو۔ تو مطلق رواہ البخاری کہنا غلط ہوگا :۔

دوم۔ جن راویوں سے اس جگہ روایت آئی ہے بعینہٖ وہی راوی ہیں۔ اور وہ روایت یہ ہے :۔

"حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ"

اب روایت کے الفاظ میں اختلاف ہونا دو صورتوں سے خالی نہیں ہے۔ یا تو ابن بکیر نے امام کو غلط سنایا ہے یا احمد بن ابراہیم کو۔ یا اس نے تو دونو کو ایک ہی الفاظ بتلائے تھے۔ مگر امام بخاری نے من السماء کا لفظ اڑا دیا یا احمد بن ابراہیم نے اپنی طرف سے زائد کر دیا اسی طرح یہ دونو خیال ابو بکر بن اسحاق اور ابو عبد اللہ حافظ اور امام بیھقی پر امام بخاری کے مقابلہ میں خیال کئے جا سکتے ہیں۔ کوئی بھی ان میں سے صورت اختیار کیجائے تو یہ الزام دونو اماموں میں سے کسی ایک امام پر عائد ہوگا اور اس کی حدیث قابل قبول نہیں رہیگی جبتک کہ ان دونو روایتوں میں سے کسی ایک کی تیسری روایت سے تائید نہ ہو۔ سو جب ہم اس پہلو کو اختیار کرتے ہیں تو ماننا پڑتا ہے کہ جو روایت ابن بکیر سے امام بخاری لائے ہیں وہ صحیح ہے۔ کیونکہ ایک تیسری روایت اس کی تائید کرتی ہے اور وہ مسلم کی ہے :۔

"حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ ابْنُ يَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ مَوْلٰى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ" (باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس یہ روایت جو ابن وہب کے طریقہ سے امام مسلم نے روایت کی امام بخاری کی حدیث کی تائید کرتی ہے۔ کہ وہی سچی ہے اور جس میں من السماء کا لفظ ہے وہ صحیح نہیں

اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا امام بیہقی نے اپنی طرف سے لفظ من السماء کا بڑھایا ہے یا کسی اور نے جب ہم اس پر غور کرتے ہیں۔ تو ہمیں یقین کرنا پڑتا ہے کہ اتنا بڑا امام اپنی طرف سے زیادتی نہیں کر سکتا یہ کسی اور نے زیادتی کی ہے اور اسی زمانہ میں کی ہے۔ اس کے لئے ہمارے پاس دو قرینے ہیں

پہلا قرینہ چونکہ یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے بعد غیر احمدیوں کے ہاتھوں سے ۱۳۱۳ھ میں مطبع انوار احمدی الہ آباد میں چھپی ہے اس لئے قرین قیاس ہے۔ کہ یہ لفظ مولویوں نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہو ؛

دوسرا قرینہ یہ ایسا قرینہ ہے۔ کہ جس کو پڑھکر انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ من السماء کا لفظ امام بیہقی نے نہیں بڑھایا۔ بلکہ موجودہ زمانہ میں کسی نے بڑھایا ہے اور وہ یہ ہے:-

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ (عن ابی ھریرۃ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ" (درمنثور مطبوعہ مصر صفحہ ۲۴۲ جلد ۲)

تفسیر در منثور میں لکھا ہے۔ کہ احمد اور بخاری اور مسلم اور بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں ابوہریرہ سے یہ روایت آئی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں ابن مریم اُتریگا اس حال میں کہ وہ تم میں سے ہی تمہارا امام ہوگا۔ اب ناظرین اور اہل دانش اصحاب سمجھ سکتے ہیں۔ کہ درمنثور کے اس روایت لانے سے ظاہر ہے۔ کہ بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں من السماء کا لفظ نہیں ہے اور یہ موجودہ زمانہ میں زائد کیا گیا ہے۔ والسلام

(ابوالثناء جلال الدین شمس مولوی فاضل دسیکھوانی)

سلع پہاڑی کی نسبت پہلے ریویو میں مفصل مضمون لکھا گیا ہے۔ کہ یہ مدینہ کی ایک پہاڑی کا نام ہے جسے عرب خوب جانتے تھے چنانچہ جس حدیث میں کعب کے جنگ سے پیچھے رہ جانے اور توبہ قبول ہونیکا ذکر ہے اسی میں آتا ہے کہ جب اس کی معافی کی آیت اُتری تو ایک دوست نے سلع پہاڑی پر چڑھ کر آواز دی۔

(۲) طبری نے جنگ خندق کے بیان میں لکھا ہے وخرج رسول اللّٰہ صلعم والمسلمون حتّٰی جعلوا ظھورھم الی سلع نکلے رسول اللہ اور مسلمان یہانتک کہ اپنی پیٹھوں کو سلع کی طرف کر لیا ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ھدیۂ کبیر

شیعہ علماء وفات مسیحؑ کا اقرار کرتے ہیں

استفسار مرزا کبیر الدین احمد احمدی و جواب از مفتی سید محمد آباد حسین صاحب شیعہ ریاست دیوگاؤں ضلع فیض آباد مرسلہ بر

مفصلہ ذیل استفسار ہمارے دوست مرزا کبیر الدین احمد لکھنوی نے مفتی سید محمد آباد حسین صاحب شیعہ ریاست دیوگاؤں (فیض آباد) سے کیا

ما تولکم دام ظلکم

نصاریٰ میگویند کہ از قرآن ثابت است و جمیع مسلمانان اعتقاد دارند کہ پیغمبر اسلامؐ از دنیا رحلت فرمود لاکن عیسیٰ بن مریمؑ کہ زندہ بالائے آسمان رفتہ و ہنوز زندہ است پس اسلامیان را لازم است کہ مردہ پرستی را ترک کردہ زندہ پرستی اختیار کنند یعنی ترک اسلام گفتہ ملتِ عیسوی را قبول نمایند۔ اندریں صورت مستلزم۔

۱۔ آیا علمائے ما (اکثر اللہ امثالہم) متفقاً و قاطبتہً اینچنیں اعتقاد دارند کہ عیسیٰ ابن مریمؑ نمردہ است بلکہ زندہ بالائے آسمان رفتہ۔

۲۔ در تفسیر آیہ عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ الآیہ و فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم الآیہ از ارشادات ائمہ ما سلام اللہ علیہم چہ مستفاد میشود بینوا توجروا

باسمہ سبحانہ،

سلمکم اللہ۔ سلام علیکم۔

آنچہ از قول نصاریٰ نقل فرمودہ اید جوابش این ست لاشک و لاریب اہل اسلام اعتقاد دارند کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را موت لاحق گشتہ و ہمچنیں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام را حسب منطوق آیۂ کریمہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ مرگ عارض گشتہ و لذتِ مرگ چشیدہ در سورۂ مریم جناب باری حاکیاً از عیسیٰ ابن مریمؑ فرمودہ اَلسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا و از دیگر آیات نیز بالتخصیص و بالتعمیم موت عیسیٰ ابن مریمؑ ثابت است اگر نصاریٰ ایمان بقرآن دارند و اعتماد بر قول مسلمانان پس اوشان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

را باید کہ از پرستش عیسیٰ ابن مریمؑ توبہ نمایند و پرستش خدائے کہ حیّ قیوّم است و از رجسِ ولادت و نجاست تجسم پاک و منزہ است اختیار نمایند اگر بایں کتاب مقدس ایمان ندارند اناجیل موضوعۂ متی و مرقس و لوقا را ملاحظہ نمایند کہ بر مرگِ عیسیٰؑ ابن مریم نصّ جلی دارند کہ تشکیک و شبہ را دراں راہ نیست پس او شاں را باید کہ دین اسلام اختیار نمایند و از باطل پرستی باز آیند انشاء اللہ وقتیکہ عالمِ نصارٰے بالمواجہہ گفتگو خواہد کرد جواب شافی خواہد شنید علماء ما در مرگ عیسیٰؑ قاطبۃً متفق اند لیکن اتفاق در زمانۂ مرگ دارند در بناءِ اختلاف احادیث ست کہ از ائمہ علیہم السّلام مروی شدہ و قاعدۂ متفقۂ اہل اسلام است کہ وقتیکہ روایات اختلاف دارند رجوع بکتابِ خدا می کنند آں روایتے و حدیثے کہ توافق بکتابِ خدا دارد بر و عمل می کنند و اعتقاد دارند و آں روایتے کہ مخالفت دارد ترک می کنند چونکہ آیۂ قرآنی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ الیٰ آخرہ نصّ صریح است بر مرگ عیسیٰؑ لہٰذا آں روایات را کہ مخالف ایں نصّ صریح اند ترک نمودیم وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدیٰ

احقر العباد خادم العلماء

سید محمد آباد حسینی افریقی الواسطی

از رباط دیگو ماٹون

۲۸ جمادی الاولےٰ سنہ ۱۳۴۰ھ

اپنے ہادی کو پہچانو

مسلمانوں کی بدقسمتی اور نافہمی کا کچھ ٹھکانا نہیں اپنے مصلح حقیقی سے روگردانی کرکے جو بات بھی اپنی بہتری کی تجویز کرتے ہیں۔ وہ موجب نقصان ہوتی ہے۔

پہلے ہجرت موجب نجات سمجھی مگر خانماں بربادی اور ہلاکت کے سوا کچھ نہ ملا۔ پھر یکدم کالجوں اور سکولوں کو توڑنے پر تُل گئے اُس سے تعلیم اولاد کی ترقی رُک گئی۔ پھر قید ہونے میں نجات سمجھی۔ مگر خود ساختہ لیڈر نے اسے بھی واپس لے کر بتادیا کہ یہ بڑی غلطی تھی۔ خدا تعالیٰ رحم فرمائے اور سمجھ دے ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ویدک معتقدات پر ہمارے خیالات

نمبر ۱

اگنے ورت پاسُتوے ورت پایاتو تنوُرِیم سامئی یومم تنوُر ایشا ساتوئی۔
سہ نُو ورت پتے ورتا نینوُمے دیکھشان دیکھشا پترِ منیتا منوُ تپس تیپسی پتی،
(یجروید ادھیائے ۵ منتر ۴۰)

ترجمہ سوامی دیانند۔ "جس ہے اُے جگت ایشور۔ .... میں اور آپ پڑھنے پڑھانے والے دونوں محبت کے ساتھ رہ کر عالم (اور) دیندار ہوں کہ جس سے (ہم) دونوں کی ترقیٔ علم ہمیشہ ہووے" (یجروید بھاشی جلد اول صفحہ ۱۳۷)

ایھاالناظرون! یہ ترجمہ کسی عیسائی یا مسلمان کا نہیں کہ اسپر آریہ بھائی اعتراض کریں۔ یہ خاص بانیٔ آریہ سماج کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہے اس لئے آپ اس کا بغور مطالعہ فرماویں۔ اور آریوں سے دریافت کرکے جواب دیں کہ ویدِ وِدّیا کا یہی نمونہ ہے جو وید پیش کر رہا ہے کیا آریہ سماج اسی قسم کی تعالیم کو دنیا سے منوانا چاہتی ہے؟

کیا وہ ذات ربّانی جسے قرآن مجید علیم و خبیر بتلاتا ہے وید کی رُو سے واقعی علم سے بے بہرہ ہے؟

کیا ابھی وہ اس قابل بھی نہیں ہوئی (ذات خداوند) کہ اپنا علم کامل کر سکے؟
ہاں بتلاؤ اور ضرور بتلاؤ۔ خدائے قدوس کو کم علم بتلانے والا وید ایشوری گیان ہے یا قرآن شریف! جو اُسے الخبیر اور العلیم کہتا ہے۔ آریہ دوستو! بس یہ فیصلہ تمہاری دیانت داری پر ہی چھوڑا جاتا ہے۔

نمبر ۲

وِدیا شچ وا اودیا شچ یچ چانیئد اُپدیشئیم۔ شریرم برہم پرا وِشد رچا سام اتھو یجو؛
(اتھرو وید ۱۱ سوکت ۸ منتر ۲۳)

ترجمہ پروفیسر بالکرشن ایم۔اے گوروکُل۔ "وِدیائیں (علوم) اور اودیائیں (جہالتیں) اور جو کچھ دیگر اُپدیش ہیں اور چاروں وید (منتر میں "چاروں وید" ایسا کوئی لفظ نہیں) ناقل

برہم = اتھروید (" اتھروید کا نام اصل عبارت میں نہیں ہے ناقل") رگ۔ سام اور یجر پرماتما وخدام کے جسم میں داخل ہوئے" (حوالہ کیلئے دیکھو کتاب ایشوریہ گیان صفحہ ۱۶۲)

اتھروید کا مصنف بتلاتا ہے کہ پیشور نراکار (غیر مجسم) نہیں بلکہ ساکار (مجسم) ہے اور اسی پر بس نہیں! بلکہ اُسکے جسم میں جہالتیں بھی بھری پڑی ہیں۔ (خوب! الہامی ہونیکا دعویٰ اور یہ تعلیم)

آؤ دوستو! اب دیکھیں سوامی دیانند اس قسم کے الفاظ میں تفسیر کرتے ہیں ہاں وہ فرماتے ہیں کہ "ایشور نراکار (غیر مجسم) ہے۔ جو ساکار یعنی جسم والا ہے وہ ایشور نہیں کیونکہ ساکار کی طاقت محدود ہوتی ہے۔

اور وہ جگہ۔ وقت۔ اور دنیوی اشیاء میں مقید۔ بھوک۔ پیاس۔ کاٹنے۔ توڑنے سردی۔ گرمی۔ بخار۔ درد وغیرہ سے متاثر ہوتا ہے۔ یہ صفات جیو (روح) کی ہیں۔ ایشور پر عائد نہیں ہو سکتیں۔ الخ" (دستیارتھ صفحہ ۱۸۰)

چونکہ خود وید بھگوان نے فرمادیا ہے کہ ایشور ساکار یعنی جسم والا ہے اسلئے ہمیں تسلیم کرنا پڑیگا کہ وید کا پیشکردہ ایشور بقول سوامی دیانند قادر مطلق نہیں بلکہ محدود طاقت والا اور ساتھ ہی جگہ اور وقت کا بھی محتاج اور دنیوی اشیاء میں پھنسا ہوا۔ اور علاوہ ازیں وہ بھوک پیاس گرمی سردی سے بھی ستایا جاتا ہوگا۔ اسکے ماسوا وہ کاٹا اور توڑا بھی جاتا ہوگا۔ ہاں بخار اور درد وغیرہ میں بھی مبتلا ہوتا ہوگا۔ کیوں؟ اسلئے کہ وہ مجسم ہے۔

راستی پسند دوستو! بتلاؤ جو پُستک یا کتاب اُس برتر و لازوال قدوس ہستی کی طرف اس قسم کی قبیح صفات منسوب کرے وہ الہامی اور ایشوری گیان کہلا سکتی ہے؟

دوستو! خدا لگتی کہنا۔ ہاں آریہ مترو! کیا یہی وہ ست وِدّیا ہے جو ویدوں میں تبلایا کرتے تھے؟ افسوس۔ دوسری بات کہ "اُس (پرمیشور) میں جہالتیں داخل ہوئیں"۔ اسکے متعلق بھی ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ ناظرین خود غور کریں اور بتلائیں کہ کیا اِس قسم کی بیہودہ باتیں الہامی کلام کے شایان ہیں؟

آریہ سماج کے فاضل ممبرو! تم ہی بتلاؤ وہ ہستی جسے قرآن مجید جمیع صفات کاملہ اور ہر قسم کے علوم کا بھنڈار کہتا ہے اُسے جاہل اور اجہل کہنے والی کتاب اس لائق ہو سکتی ہے کہ اُسے ایشوری واک اور پرمیشوری کلام کہا جا سکتا ہے۔

محوّلہ بالا دو حوالوں سے ہی قرآن حکیم اور وید مقدس کا بخوبی مقابلہ و موازنہ ہو سکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ رسالہ ہر مہینے کی ۵ پانچ تاریخ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا

نوٹ: کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری ۱۹۲۳ء کی نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے اور بلا قیمت و محصول ڈاک قدردانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دوسرے متفرق جگہ کے شریف لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھ کر بھیج دیجئے جنتری بواپسی ڈاک آپکی خدمت میں روانہ کر دیجائیگی

سینی لائن

خونی بواسیر اور خون بند کرنیکی دوا - یہ خوشبودار بے ذائقہ دوا چند بوٹیوں سے بنی ہے اور خون بند کرنے میں بے مثل ہے ناک سے خون جاتا ہو تو تھوڑا سا یہ عرق سونگھ لینے سے اسیوقت بند ہو جاتا ہے مسوڑھوں سے اگر خون جاری ہو تو مساوی مقدار میں گرم پانی میں عرق ملا کر روزانہ کلی کرنے سے مسوڑھے سخت ہو جاتے ہیں اور خون بند ہو جاتا ہے منہ کے راستے یا بلغم کے ساتھ خون جاتا ہو تو اس دوا کے استعمال کرنے سے بند ہو جاتا ہے عورتوں کے پردر کی بیماری میں یا حمل کی حالت میں خون جاتا ہو تو اس دوا کے استعمال کرنے سے فوراً ہی آرام ہو جاتا ہے قیمت عہ بڑی ۱۰/ محصول ہر دو ۱۱/

پرانے ملیریا بخار کی گولیاں

چار پانچ ہی خوراک میں بخار بند ہو جاتا ہے - لرزہ - بخار - پرانا ہو جانے پر باری سے یا ہر دن رات تھوڑا بہت چڑھا رہتا ہے جسم کا خون پانی سا ہو جاتا ہے اور آدمی کا رنگ پھیکا پیلا ہو جاتا ہے تھوڑی محنت سے کلیجہ کانپتا ہے - سانس پھولتی ہے کھانے کی خواہش و قوت بہت ہی گھٹ جاتی ہے - تلی و کلیجہ بڑھنے سے پیٹ ڈل آتا ہے کبھی منہ اور ہاتھ پیروں میں ورم آجاتا ہے - اور زندگی وبال ہو جاتی ہے ایسی حالتوں میں یہ گولیاں فائدہ کرتی ہیں قیمت چوبیس گولیوں کی ڈبیہ ۱۰/ محصول وغیرہ ۶/

دوائیوں کے تیل

مذکورہ ذیل دوائیوں کے تیل کے دو تین بوند پاؤ آدھ سیر دوا کے فائدہ دیتے ہیں اور کوٹنے پیسنے کی تکلیف سے بھی بچتے ہیں اور آسانی سے پی سکتے ہیں

(۱) روغن صندل - سوزش کیلئے نہایت مفید ہے - قیمت ۱۲/ محصول ایک سے ۳ شیشی تک ۶/

(۲) اجوائن کا تیل قے بدہضمی کیلئے ایک ہی دوا ہے ۸/ " " ۶/

(۳) روغن سونٹھ یہ بھوک بڑھاتا ہے اور ریاح کو خارج کرتا ہے ۱۲/ " " ۶/

(۴) روغن سونف پیٹ پھولنا اور دست وغیرہ کیلئے مفید ثابت ہوا ہے ۶/ " " ۶/

(۵) روغن دال چینی یہ دال چینی کے ملائم چھلکوں سے بنا ہے اور نہایت خوشبودار ہے ۸/ " ۶/

(۶) روغن لونگ متلی اور ریاح کو رفع کرتی ہے اور درد شکم و بدہضمی کو مفید ہے قیمت فی شیشی ۱/ محصول

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah